جدید عربی
علماء کی نظر میں

بقلم:
بندۂ ہیچمداں
محمد ہدایت اللہ قاسمی / غفرلہ

تمہید

نحمده ونصلي على رسوله الكريم ، أما بعد :

”جدید عربی“ سے کیا مراد ہے؟، باشعور اور غیور علمائے عرب وعجم نے اس مروجہ جدید عربی کے متعلق کیا کہا ہے؟ پھر کیا یہ جدید عربی دینی مدارس کے حق میں نقصان دہ ہے یا نافع ومفید ہے؟ -- یہ وہ باتیں ہیں جو عام طور پر لوگوں کے سامنے واضح نہیں ہیں، اس لیے بعض حضراتِ اہلِ علم نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم ان باتوں کی وضاحت کرو؛ تاکہ طلبہ کے لیے بھی یہ باتیں سمجھنا آسان ہوجائے۔

اس وقت یہ مقالہ انھی باتوں کی وضاحت کے لیے لکھا گیا ہے، جو درجِ ذیل عناوین پر مشتمل ہے:

- جدید عربی سے کیا مراد ہے؟
- تراکیب کی تبدیلی کس طرح ہوئی؟
- اہلِ علم کی خدمت میں ایک سوال
- تبدیلیٔ تراکیب پر علماء کی تصدیقات
- علمائے عجم کے اقوال
- علمائے عرب کے اقوال
- جدید عربی کے نقصانات
- اہلِ علم کے لیے ایک لمحۂ فکریہ

”جدید عربی“ سے کیا مراد ہے؟

عام طور پر ”جدید عربی“ کے لفظ سے لوگوں کا ذہن صِرف ان انگریزی الفاظ کی طرف جاتا ہے جو جدید عربی میں مستعمل ہیں، مثلاً: الروتين (روٹین) - باسبورت (پاسپورٹ) - الكاميرا (کیمرا) - الدكتاتور (ڈکٹیٹر) - التليفون (ٹیلیفون) - الديمقراطية (ڈیموکریسی) — الليبرالية (لبرل ازم) — البَلاستِك (پلاسٹک)، وغیرہ۔۔ اگرچہ ان جیسے الفاظ کی بہتات نے بھی آج عربی زبان کی شبیہ کو بگاڑ رکھا ہے، لیکن یہاں ”جدید عربی“ سے یہ الفاظ قطعًا مراد نہیں ہیں، بلکہ جدید عربی سے وہ زبان مراد ہے جس سے عربی ساخت و تراکیب کو ہٹا کر ان کی جگہ فرنگی ساخت و تراکیب کو داخل کر دیا گیا ہے۔

اسی طرح اکثر لوگ سمجھتے ہیں کہ الفاظ اگر عربی ہوں اور نحو کی رو سے جملہ درست ہو تو فصیح عربی ہے، ورنہ غیر فصیح عربی ہے۔ حالانکہ صِرف الفاظ کے عربی ہونے اور جملے کے موافقِ نحو ہونے سے فصیح عربی کا وجود نہیں ہوتا؛ بلکہ جملے کا عربی تراکیب اور عربی قالب میں ہونا بھی ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جدید عربی کے اکثر جملے نحو کے موافق ہوتے ہیں مگر وہ عربی نہیں، فرنگی جملے ہوتے ہیں۔

سعودیہ کے عالم شیخ احمد الغامدی لکھتے ہیں: ”وليست الفصيحةُ بموافَقةِ النحو وعُروبيةِ الألفاظِ، بل بألفاظِها ومعانِيها ونحوِها وأساليبِها واستعمالاتِها“۔[1]

(یعنی: فصیح عربی زبان، صِرف نحو کی موافقت اور الفاظ کے عربی ہونے سے ہی نہیں بنتی، بلکہ فصیح عربی زبان اپنے الفاظ، معانی، نحو، لب ولہجے اور استعمالات سبھی چیزوں سے مل کر بنتی ہے)۔

تراکیب کی تبدیلی کس طرح ہوئی ہے؟

مصر کے حاکم ”محمد علی باشا“ (جو یورپین تہذیب کا عاشق اور مصر کو یورپین رنگ میں رنگنے کا دلدادہ

(١) كتاب العرنجية للترجمان أحمد الغامدي ص: ٣٧ .

تھا) نے اپنے دورِ حکومت میں تعلیم وتربیت حاصل کرنے کے لیے سیکڑوں مصری طلبہ کو کئی سالوں میں اور مختلف کھیپوں میں یورپین ممالک خصوصًا فرانس کی طرف بھیجا [1]۔ان مبعوث طلبہ میں سرفہرست رفاعہ رافع طہطاوی کا نام ہے، جو سنہ ۱۲۴۶ھ میں فرانس سے فرنگی ذہنیت لے کر مصر واپس آیا [2]۔ پھر اس نے ایک ٹیم بناکر "فرنگی علوم وفنون کا ترجمہ" کرنے کی مہم شروع کردی، اور یہیں سے عربی زبان کو "فرنگی عربی" بنانے کی مہم شروع ہوگئی؛کیونکہ رفاعہ رافع طہطاوی کی اس ٹیم کے تمام افراد فرانسیسی زبان میں ماہر اور عربی زبان میں انتہائی سطحی تھے اور فرنچ کی تقلید کو عربی پر ترجیح دیتے تھے، اس لیے یہ لوگ قصداً فرنگی جملوں کو بعینہ عربی حروف میں ادا کرکے تحتَ اللفظ ترجمہ کرتے تھے، یعنی فرنگی زبان کے ہر ہر جملے کو ہو بہو فرنگی ساخت میں باقی رکھ کر صرف اتنا کرتے تھے کہ ہر فرنگی لفظ کو حذف کرکے اس کی جگہ عربی لفظ رکھ دیتے تھے؛ جملے کی ترتیب وہی فرنگی ترتیب، جملے کا قالب وہی فرنگی قالب، جملے کی ساخت وہی فرنگی ساخت، لب ولہجہ وہی فرنگی لب ولہجہ ہوتا تھا،صرف اس کے حروف ومفردات عربی کے ہوتے تھے [3]۔اس طرح ایک مخلوط اور نئی زبان پیدا ہوکر عام ہوگئی جس کو ہم جدید عربی، اخباری عربی یا فصحیٰ معاصرہ کہتے ہیں۔

اب تراکیب کی تبدیلی کس طرح ہوئی؟ اس کو سمجھنے کے لیے پہلے ایک سوال پیش کیا جاتا ہے، اس کے بعد ہی اردو قالب والی عربی کے ذریعے انگریزی قالب والی عربی کو سمجھنا آسان ہوگا:

اہلِ علم کی خدمت میں ایک سوال

پہلے درجِ ذیل جملوں کو پڑھیے، پھر ہم آپ کے سامنے ایک سوال پیش کریں گے:

اردو جملے	اردو کے قالب میں عربی جملے
آپ سے مل کر میرا دل باغ باغ ہوگیا۔	بلقائك صَارَ قلبي حديقةً حديقةً .

(۱) العرنجية ص: ۲۷. أعلام وأقزام في ميزان الإسلام ۱/ ۲۲. المؤامرة الغربية على اللغة العربية ص: ۱۳۵.

(۲) تاريخ الترجمة والحركة الثقافية في عهد محمد علي باشا للدكتور جمال الدين السيال ص: ۱۳۲. وأعلام وأقزام في ميزان الإسلام للدكتور سيد بن حسين العفاني ج ۱ / ص: ۲۲ ، و ص: ۵۹ ، و ص: ۵۰٤ .

(۳) كتاب العرنجية لأحمد الغامدي ص: ۲۷ . ولسان غصن لبنان لشاكر أفندي شقير اللبناني ص: ۷ .

زید شرم کے مارے پانی پانی ہو گیا۔	صَارَ زيدٌ ماءً ماءً من ضَرْبِ الخَجَلِ .
تو نے میری عزت کا جنازہ نکال دیا۔	أنتَ أَخْرَجْتَ جَنازةَ عِزَّتي .
تم دین کے تقدس پر کیچڑ اچھالتے ہو۔	أنتَ تُوثِبُ الوحلَ على تقدُّسِ الدِّينِ.
میں ایمان لایا اللہ پر۔	أتيتُ بالإيمان على الله .
بارش ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی ہے۔	المطرُ لا يذكُرُ اسمَ الانقطاع .
وہ علمی سرگرمی میں مشغول ہے۔	هو مشغولٌ بحرارةِ الرأسِ العلميّةِ .
بکر زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا۔	جَلَسَ بكرٌ غاسِلًا اليدَ من الحياة .
مجھے تھوڑی بہت انگریزی بھی آتی ہے۔	تَأتِيْني الإنجليزيةُ قليلةً كثيرةً أيضًا.
خالد اللہ کو پیارا ہو گیا۔	صَارَ خالدٌ حبيبًا لله .
طلبہ نے وضو کیا اور نماز پڑھی۔	الطلابُ فَعَلُوا الوضوءَ وقَرَؤُوْا الصلاةَ.
کام چور طلبہ مار کھاتے ہیں۔	الطلابُ السَّارِقُوْ العَمَلِ يأكلونَ الضَّرْوبَ.
میں روزانہ ہوا خوری کرتا ہوں۔	أنا آكُلُ الهواءَ كلَّ يوم .
یہ شخص اپنا الو سیدھا کر رہا ہے۔	هذا الرُّجلُ يُقِيْمُ بُوْمَتَه .
آپ کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوا۔	حُلْمُك لم يَكُنْ خَجِلَ التعبيرِ .

سوال: کیا یہ پندرہ جملے عربی جملے ہیں؟ کیا یہ پندرہ جملے عربی جملے نہیں ہیں؟ جبکہ ان جملوں میں ہر ہر مفرد فصیح ہے، اور ہر جملہ نحوی قواعد کے بھی موافق ہے۔

آپ یقیناً یہ جواب دیں گے کہ یہ پندرہ جملے عربی جملے نہیں ہیں؛ اس لیے کہ یہ پندرہ جملے اگرچہ عربی مفردات پر مشتمل ہیں اور قواعدِ نحو کے بھی موافق ہیں؛ لیکن یہ جملے عربی زبان کے قالب میں نہیں؛ بلکہ اردو زبان کے قالب میں ہیں، اس لیے یہ پندرہ جملے ''عربی نما اردو جملے'' ہیں۔

اب ایک نظر انگریزی قالب والے عربی جملوں (یعنی جدید عربی کے جملوں) پر بھی ڈال لیجیے:

انگریزی قالب والے عربی جملے	انگریزی جملے	عربی جملے
هو رجلٌ بمعنى الكلمة	He is a man In every sense of the word	هو رجلٌ كلُّ الرَّجلِ
هو لَعِبَ دورًا هامًّا في الفتنة.	He played an important part in the sedition	هو تَوَلّٰى كِبْرَ الفتنةِ.
نحن حارَبْنَا ضِدَّ العدوِّ	We fought against the enemy	حارَبْنَا العدوَّ.
اِذهَبْ بكلِّ أعضاءِ أسرتك .	Go with all your family members	اِذْهَبْ بأهلِكَ أجمعين.
أعطيتُكَ الإذنَ بالسفر	I gave you permission to travel	أذِنتُ لك في السفر.
اتَّخذتُ موقِفًا مُعارِضًا ضدَّ الرجل .	**I took an opposing position against the man**	خالَفتُ الرجلَ في رأيه
كُنْ إيجابيًّا ، ولا تَكُنْ سَلْبِيًّا .	be positive and don`t be negative	تَفَاءَلْ ، ولا تَتشَاءَمْ .
قَتَلْتُ الوقتَ في النزهة.	I killed time on the outing	قضيتُ الوقتَ في النزهة
هو يعمل على مدار الساعة.	He works around The clock	هو يعملُ ليلًا ونهارًا.
إن شخصًا تكلَّمَ بشكل سلبيٍّ عني .	A person spoke negatively about me.	إِنَّ رجلًا نالَ مني .

اب سنیے:

آپ نے پچھلے نقشے میں اردو قالب والے پندرہ عربی جملے دیکھ لیے اوراِس نقشے میں انگریزی قالب والے دس عربی جملے دیکھ لیے ہیں، اب سنیے کہ جب وہ پندرہ جملے (مفرداتِ عربیہ اور موافقتِ

قواعدِ نحویہ کے باوجود) اردو زبان کے قالب میں ہونے کی وجہ سے ’’عربی نما اردو جملے‘‘ ہیں، تو بالکل اسی طرح جدید عربی کے یہ دس جملے بھی (مفرداتِ عربیہ اور موافقتِ قواعدِ نحویہ کے باوجود) انگریزی زبان کے قالب میں ہونے کی وجہ سے ’’عربی نما انگریزی جملے‘‘ ہیں۔

اگر جدید عربی کے یہ دس جملے عربی جملے ہیں تو وہ پندرہ جملے بھی عربی جملے ہوں گے اور اگر وہ پندرہ جملے عربی جملے نہیں ہیں اور یقیناً نہیں ہیں تو جدید عربی کے یہ دس جملے بھی عربی جملے نہیں ہیں۔ علتِ جامعہ دونوں میں ایک ہے تو حکم بھی دونوں کا ایک ہی ہوگا، ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئے گا۔ اسی بات کو ہم نے کتاب ہذا میں پچاسوں دلائل، حوالہ جات، اقوالِ علماء اور سیکڑوں مثالوں سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

اور یہ کوئی دس بیس جملوں کی بات نہیں؛ بلکہ پوری کی پوری جدید عربی انگریزی وفرانسیسی کے قالب میں ڈھلی ہوئی زبان ہے۔ اس بات کی تصدیق آپ کو ذیل میں مذکور علماء کے اقوال سے اور ہماری کتاب کے چوتھے باب میں مذکور سیکڑوں مثالوں سے ہوجائے گی ان شاء اللہ۔

تبدیلیِ تراکیب پر علماء کی تصدیقات

جدید عربی میں تراکیب کی تبدیلیوں سے خود علمائے عرب بے چین ہیں۔ شیخ احمد الغامدی (سعودیہ/دمام) نے ’’العرنجية‘‘ میں عربی زبان کی تبدیلیوں کے متعلق یہ عنوان قائم کیا ہے: ’’دهشة علماء العربية عن هذا التبدل‘‘ (ص:۳۶)۔ پھر اس پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔

کیا واقعی جدید عربی انگریزی اور فرانسیسی تراکیب کا مجموعہ ہے اور کیا واقعی عربی زبان مسخ ہوکر ’’فرنگی عربی‘‘ بن گئی ہے۔۔ اس بات پر سیکڑوں علماء متفق ہیں، لیکن ہم چند علماء کی تصدیقات پیش کریں گے۔ پہلے علمائے عجم کے اقوال پیش کریں گے، پھر اس کے بعد علمائے عرب کے اقوال پیش کریں گے:

علمائے عجم کے اقوال] :

[۱] — مفکرِ ملت حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودرویؒ:

مفکر ملت حضرت مولانا عبد اللہ صاحب کاپودرویؒ نے ''**مقالاتِ مفکر ملت**'' میں صفحہ ١٣٨ پر ایک عنوان قائم کیا ہے: **''عربی زبان کی عام غلطیاں''**، پھر اس کے تحت حضرت فرماتے ہیں:

(الف) —'' .. اگر یہ نقد کا عمل جاری نہ رہے تو زبان میں فساد کا پیدا ہو جانا یقینی ہے۔ زبان کے معاملے میں عرب دوسروں سے زیادہ حساس اور بیدار ہیں، وہ ہر ایسی نحوی صرفی غلطی اور عجمی تعبیرات کو ناپسند کرتے ہیں جس کی وجہ سے عربی کی خوب صورتی مجروح ہوتی ہو''۔ [١]

(ب) — پھر حضرت مولاناؒ نے صفحہ ١٣٨ سے صفحہ ١٥٢ تک جدید عربی کی بہت سی غلطیوں میں سے دس مشہور غلطیوں کو مفصلاً بیان کرکے ان کی اصلاح پر توجہ دلائی ہے۔ [٢]

[٢] — حضرت مولانا عبد اللہ عباس صاحب ندویؒ:

حضرت مولانا عبد اللہ عباس صاحب ندویؒ نے اپنی کتاب ''نگارشات'' میں صفحہ (١١١) پر ایک عنوان قائم کیا ہے: ''**عربی زبان میں جدیدیت کا رجحان اور اس کا ارتقاء**''، پھر اس کے تحت جدید عربی کی فرنگیت پر اور جدید عربی کے مغربی سازش کا حصہ ہونے پر مفصلاً گفتگو فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

(الف) —''جدید عربی کا میرے نزدیک جو صحیح مفہوم ہے وہ یہ کہ خیالات وافکار غیر عربی ہوں اور دوسری زبانوں کے طرزِ کلام کو عربی میں ڈھالا جائے، اگرچہ اس میں بھی صرفی و نحوی رعایت فصیح عربی کی ہے، مگر بات کرنے کا انداز غیر عربی ہے''۔ [٣]

(ب) — حضرت مولاناؒ لکھتے ہیں: ''اگر ہم کسی چیز کو نئی عربی کہہ سکتے ہیں تو واقعتاً یہی زبان ہے جس میں انگلش اور فرنچ کے محاورے لفظی ترجموں کے ساتھ بعینہ قبول کر لیے گئے ہیں''۔ [٤]

(ت) — حضرت مولاناؒ لکھتے ہیں: ''وہ لسانی عنصر جس کی بنا پر ہم جدید عربی کا واقعی تشخص کر سکتے

---

(١) مقالاتِ مفکرِ ملت (حضرت مولانا عبد اللہ صاحب کاپودرویؒ) ج: ١/ ص: ١٣٨۔

(٢) مقالاتِ مفکرِ ملت (حضرت مولانا عبد اللہ صاحب کاپودرویؒ) ج: ١/ ص: ١٣٨/ تا ص: ١٥٢۔

(٣) نگارشات مولانا عبد اللہ عباس ندوی صاحبؒ/ ص: ١١٥۔

(٤) نگارشات مولانا عبد اللہ عباس ندوی صاحبؒ/ ص: ١١٦۔

ہیں وہ غیر عربی ترکیبیں ہیں جو عربی کے قالب میں ڈھال دی گئی ہیں، ان میں سے بعض ترکیبیں اخبارات کی وجہ سے اس قدر عام ہوگئی ہیں کہ لوگوں کا ذہن بھی نہیں جاتا کہ یہ جملہ انگریزی کا چربہ ہے"۔(۱)

(ث) — مولانا عبد اللہ عباس صاحب ندویؒ نے عربی میں داخل کردہ انگریزی ترکیبوں کی بہت سی مثالیں پیش کرنے کے بعد لکھا ہے کہ: "اس طرح بے شمار مثالیں دی جاسکتی ہیں جہاں عربی کے صحیح قالب کو چھوڑ کر یورپین زبانوں کی ترکیبیں رائج کر دی گئی ہیں" ۔ (۲)

(ج) — اخیر میں مولانا عبد اللہ صاحبؒ لکھتے ہیں: " غرض یہ ہے کہ "الحداثۃ" صِرف نظم ونثر میں قدیم سانچوں سے بغاوت کا داعی نہیں بلکہ زبان کے اس ڈھانچے کو ختم کرنے کا مدعی ہے جو قرآنی عربی کی ساخت ہے۔۔ یہ تحریک نہیں ایک سازش ہے۔۔ جدیدیت کے رجحان کا ارتقائی نقطہ سر دست "الحداثۃ" کے نام پر عربیت کی شکل مسخ کرنے کی کوشش ہے"۔ (۳)

[۳] — حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الحمید اطہر صاحب ندوی/حفظہ اللہ:

حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الحمید اطہر ندوی صاحب حفظہ اللہ نے اپنی کتاب **"عربی زبان"** میں صفحہ ۶۷ پر ایک عنوان قائم کیا ہے: **"قرآنی اسلوب کے بجائے اخباری اسلوب کی ترویج"**۔ پھر حضرت مولانا اس عنوان کے تحت جدید عربی کے متعلق لکھتے ہیں:

(الف) — "عربی زبان بالخصوص قرآن کی زبان کے معاملے میں ایک مشکل یہ بھی ہے کہ اِس وقت یہ زبان کہیں بھی رائج نہیں ہے جس میں قرآن نازل ہوا ہے، عرب اور عجم دونوں ہی میں اس وقت جو عربی پڑھائی اور لکھی بولی جاتی ہے وہ اپنے اسلوب وانداز، اپنے لب ولہجے اور اپنے الفاظ ومحاورات میں اس زبان سے بہت مختلف ہے جس میں قرآن ہے"۔ (٤)

(۱) نگارشات مولانا عبد اللہ عباس ندوی صاحبؒ/ ص: ۱۱٦۔

(۲) نگارشات مولانا عبد اللہ عباس ندوی صاحبؒ/ ص: ۱۱۹۔

(۳) نگارشات مولانا عبد اللہ عباس ندوی صاحبؒ ص:۱۲۱- ۱۲۳۔

(٤) "عربی زبان" ڈاکٹر عبد الحمید اطہر ندوی صاحبؒ/ ٦۷ ۔ و" تدبرِ قرآن" / مقدمہ / مولانا امین احسن اصلاحی ص:۱۵۔

(ب) — ڈاکٹر صاحب جدید عربی کے متعلق آگے لکھتے ہیں: "قرآن کی زبان سے یہ اتنی مختلف ہے کہ اس کا ذوق نہ صرف یہ کہ قرآن کی زبان کا کوئی ذوق پیدا نہیں کرتا؛ بلکہ قرآن سے بیگانہ کرتا ہے"۔ (۱)

[۴] — حضرت مولانا مفتی یاسر ندیم القاسمی صاحب/حفظہ اللہ:

ہمارے مشہور نوجوان عالم دین حضرت مولانا مفتی یاسر ندیم الواجدی قاسمی صاحب حفظہ اللہ (جو عربی اور انگریزی دونوں زبانوں کے ماہر ہیں) نے اپنی کتاب "گلوبلائزیشن اور اسلام" (جس پر حضرت مولانا نور عالم صاحب خلیل امینیؒ کا مفصل مقدمہ بھی ہے) میں جدید عربی کو امریکی سازش کا حصہ بتاتے ہوئے صفحہ ۳۱۶ پر ایک عنوان قائم کیا ہے: **"انگلش کا عربی زبان پر اثر"**، پھر وہ اس کے تحت لکھتے ہیں:

(الف) — "عربی زبان مفردات وکلمات میں، انگلش سے خواہ اتنی متأثر نہ ہوئی ہو؛ لیکن اسلوب، اندازِ بیان اور تعبیر میں بے حد متأثر ہوئی ہے، اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ مصر پر فرانسیسی اور پھر برطانوی سامراج میں، عربی زبان کو پوری طرح فرنچ اور انگلش کے اسلوب اور قالب میں ڈھال لیا گیا ہے، آج عربی صحافت میں استعمال ہونے والی تعبیرات اور جملوں میں، انگلش کا رنگ نمایاں نظر آتا ہے"۔ (۲)

(ب) — "جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جدید عربی اور قدیم عربی، دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے، اور جدید نثر پر جدید عربی کا اطلاق کرنا ہرگز درست نہیں ہے، ان کی یہ بات مفردات کی حد تک توصحیح ہو سکتی ہے؛ لیکن اسلوب، تعبیر اور طرزِ استعمال کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے، اِس اعتبار سے عربی میں انگلش اور دیگر یورپی زبانیں مکمل طور پر رچ بس گئی ہیں، گذشتہ دو صدیوں سے جس طرح کی تعبیرات اور جملے عربی میں استعمال ہو رہے ہیں، وہ سب اجنبی زبانوں سے اخذ کردہ ہیں، خانہ ساز نہیں ہیں، جب کہ دو صدی پہلے کی تمام تعبیرات عربی کی خانہ ساز ہیں اور قرآنی عربی سے ہم آہنگ ہیں"۔ (گلوبلائزیشن اور اسلام، ص:۳۱۸۔)

(ت) — "ہم سر دست چند مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں جو اس حقیقت کو ظاہر کرنے کے لیے کافی ہیں کہ عربی زبان کس حد تک انگلش سے متأثر ہوئی ہے، مثلاً عربی کا ایک جملہ ہے "لَعِبَ دَورًا" (کردار ادا کرنا

---

(۱) "عربی زبان" ڈاکٹر عبد الحمید اطہر ندوی صاحبؒ/ ۶۷۔ اور "تدبرِ قرآن" / مقدمہ / مولانا امین احسن اصلاحی ص:۱۵۔
(۲) گلوبلائزیشن اور اسلام، مفتی یاسر ندیم الواجدی/ص:۳۱۷۔

) یہ جملہ صحافتی وغیر صحافتی مضامین میں عام طور پر استعمال ہوتا ہے اور انگلش سے ماخوذ ہے، انگلش زبان میں یہی معنی ادا کرنے کے لیے" play the role "استعمال ہوتا ہے"۔[۱]

(ث) — مفتی یاسر ندیم قاسمی صاحب حفظہ اللہ آگے چند مثالیں پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"یہ تو چند مثالیں ہیں، ورنہ آج کل کی اخباری زبان میں استعمال ہونے والے عربی جملے، انگلش ہی سے ماخوذ ہوتے ہیں، عربی کی اپنی تعبیرات خال خال ہی نظر آتی ہیں"۔[۲]

[۵] — امام النحو محقق سعید الافغانیؒ:

محقق سعید الافغانی نے "لغة الخبر الصحفي" کے عنوان سے ایک مقالہ لکھا ہے جو قاہرہ کی مجمع اللغہ کے ۴۹ ویں اجلاس کے مقالات کے ضمن میں شائع ہوا ہے۔ اس مقالے میں محقق سعید الافغانی نے عربی صحافت میں اخباری زبان کے اغلاط و تحریفات کو آشکارا کیا ہے اور ذرائع ابلاغ میں شائع ہونے والی متداول لغوی غلطیوں کی اصلاح پر توجہ دلائی ہے۔[۳]

[٦] — بحر العلوم حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی/حفظہ اللہ:

ابھی حال ہی میں استاذ الاساتذہ بحر العلوم حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی/دامت برکاتہم العالیہ (استاذ حدیث دار العلوم دیوبند) نے ایک تحریر لکھ کر میڈیا میں شائع کرائی ہے جس کا عنوان ہے: **"اساتذۂ عربی ادب دار العلوم دیوبند سے ایک درخواست"**، اس میں حضرۃ الاستاذ (حفظہ اللہ ورعاہ) نے اساتذۂ عربی ادب سے اس طرح عربی ادب پڑھانے کی درخواست کی ہے جس سے قرآن وحدیث کی عربی آجائے۔ پھر آگے حضرۃ الاستاذ نے دوٹوک الفاظ میں یہ قیمتی جملہ تحریر فرمایا ہے:

"اور رہ گئی اخباری دنیا کی زبان تو اس کے طرز کو بدلا ہی نہیں جا سکتا؛ اس لیے کہ اس کا تعلق

---

(۱) گلوبلائزیشن اور اسلام، مفتی یاسر ندیم الواجدی/ص:۳۱۸۔

(۲) گلوبلائزیشن اور اسلام، مفتی یاسر ندیم الواجدی/ص:۳۱۹۔

(۳) سعيد الأفغاني حامل لواء العربية وأستاذ أساتيذها للدكتور مازن المبارك ص:١٢٤.

بین الاقوام سے ہے، قرآن وحدیث کی زبان سے اس کا کوئی تعلق نہیں"۔

علمائے عرب کے اقوال] :

[٧] – شیخ ترجمان احمد الغامدی صاحب/حفظہ اللہ:

سعودیہ کے عالم شیخ ترجمان احمد الغامدی (جو عربی، انگریزی اور فرانسیسی تینوں زبانوں کے ماہر ہیں) نے ٢٠٢١ء میں "العَرَنْجِيّة" نامی کتاب لکھی، جس میں انھوں نے جدید عربی کا نام "العَرَنْجِيّة" رکھا۔ "عر" سے مراد ہے عربی حروف، اور "نجِيّة" سے مراد ہے "فرنجي" (فرنگی) زبان، یعنی عربی حروف میں فرنگی زبان۔ انھوں نے اس کتاب میں جدید عربی کے فرنگیات کو سب سے زیادہ طشت ازبام کیا ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے جدید عربی کے متعلق جو باتیں کہی ہیں ان میں سے چند اقوال ملاحظہ فرمائیں:

(**الف**) – "ففُصْحٰى أهلِ العصر فاسدةٌ كلها، وإنما هي عربيةٌ في ظاهرها، إفرنجيةٌ في باطنها، ولذلك سَمَّيتُها "العرنجية"، فهي لغةٌ هَجِيْنَةٌ مُذَبْذَبَةٌ بين عربيٍّ وإفرنجيٍّ. ووَاللّٰهِ لم أُشْطِطْ بزعمي أن الفصحى المعاصرةَ كلَّها فَسدَتْ"۔ (١)

(یعنی: آج کی جدید عربی پوری کی پوری فاسد ہے، یہ صرف ظاہر میں عربی ہے مگر باطن میں فرنگی ہے۔ اسی لیے میں نے اس کا نام "العرنجية" رکھا ہے؛ کیونکہ یہ دوغلی نسل کی زبان ہے جو عربی اور فرنگی کے بیچ کی شکل ہے۔ خدا کی قسم! میں نے اس دعوے میں مبالغہ نہیں کیا کہ جدید عربی پوری کی پوری فاسد ہے)۔

(**ب**) – شیخ ترجمان احمد الغامدی نے لکھا ہے: " أما الفُصْحٰى المعاصرة فهي تَلبَسُ ثيابَ العرب وعمائمَها لِتُوهِمَ أنها عربيةٌ ، فيَركَنُ إليها المرءُ ويَشرحُ لها صدرَه ، وهي في حقيقتها منافقةٌ أعجميةُ الباطن"۔ (٢)

(١) كتاب العرنجية للترجمان أحمد الغامدي ص : ٨ .

(٢) كتاب العرنجية للترجمان أحمد الغامدي ص : ٢٣ .

(یعنی: فصحیٰ معاصرہ (جدید عربی) عربوں کا لباس اوران کا عمامہ پہنتی ہے تاکہ یہ وہم اور شبہ ڈال سکے کہ وہ عربی زبان ہے، پھر آدمی اس کی طرف مائل ہوجاتا ہے اور اس سے مطمئن ہو جاتا ہے، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ منافق زبان ہے جس کا باطن عجمی ہے)۔

(ت) — شیخ احمد الغامدی لکھتے ہیں: ”ليست هذه العُجمةُ في الألفاظ والتراكيب و الأساليب شيئًا زِيدَ في العربية فكثَّرها، وإنما هو إماتةٌ للعربية وفَرْنَجَةٌ.. ولو كان هذا التحريفُ يسيرًا قليلًا لما تكلّفنا الكلامَ فيه والتنبيهَ عليه ، ولكنه تبديلٌ لكلام العرب كلِّه وقلبُه كلامًا فِرَنْجِيًّا ليس له من العربية إلا ظاهرُه وأدبارُ ألفاظِه“۔[1]

(یعنی: الفاظ، ساخت اور تراکیب کی یہ عجمیت عربی زبان کے لیے اضافہ اور توسیع نہیں ہے؛ بلکہ یہ عربی زبان کو مار ڈالنا ہے اور اس کو فرنگی زبان بنانا ہے ۔۔ اگر یہ تحریف معمولی ہوتی توہم اس پر کچھ کہنے یا تنبیہ کرنے کی زحمت ہرگز نہ کرتے؛ لیکن یہاں تو پوری عربی زبان ہی کو بدل دیا گیااور اس کو فرنگی زبان میں تبدیل کر دیا گیاہے جس میں عربی زبان کا صِرف ظاہر اور عربی الفاظ کی صِرف دُم باقی رہ گئی ہے)۔

(ث) — شیخ الغامدی لکھتے ہیں: ”أهلُ العصر يجتهدون في مطابَقةِ أساليب الإنجليز ، فإن استعملَ الإنجليزُ اسمًا فَتَّشُوا عن اسم، وإن استعملَ الإنجليزُ قبلَ هذا الاسم فعلًا استعملوا عينَ الفعل، وكأنما يريدون أن تَستَوِيَ كِفَّتَا الميزانِ “ ۔[2]

(یعنی: جدید عربی والے انگریزی لب و لہجے کی مطابقت پر سارا زور لگاتے ہیں، اگر انگریز نے کوئی اسم استعمال کیا تو یہ بھی اسم تلاش کرتے ہیں، اگر انگریز نے اس اسم سے پہلے کوئی فعل استعمال کیا تو یہ بھی وہی فعل استعمال کر دیتے ہیں گویا یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ترازو کے دونوں پلڑے برابر رہیں)۔

(ج) — شیخ احمد الغامدی لکھتے ہیں: ”تعلُّمُ جماهيرِ الناس الإنجليزيةَ فتحَ بابًا عظيما من الإفساد لا يُتَفَطَّنُ إليه ، وهو أن ملكةَ الناس صارت إنجليزيةً لاشتغالهم

(۱) كتاب العرنجية للترجمان أحمد الغامدي ص: ۲۰۰ .

(۲) كتاب العرنجية للترجمان أحمد الغامدي ص: ۱۰۳ .

بالإنجليزية .. فصار الرجلُ إذا أراد أن يؤلف بالفصيحة لم تُسعِفْه سليقتُه فيها، وغلبَتْ على نفسه مَلَكَتُه الإنجليزيةُ ، فصارَ يجتلب المعانيَ من الإنجليزيةِ ، و يَدْحَسُها في كلامه العربي دَحْسًا ، ويَسْبِكُ عبارتَه سَبْكًا إنجليزيًا " ـ [١]

(یعنی: تمام لوگوں کے انگریزی سیکھنے سے فساد کا بہت بڑا دروازہ کُھل گیا ہے جس کا احساس بھی نہیں ہوتا، اور وہ یہ ہے کہ انگریزی کے ساتھ اشتغال رکھنے کی وجہ سے لوگوں کا ملکہ وطبیعت ہی انگریزی بن گئی ہے، تو اب جو بھی آدمی فصیح عربی میں لکھنا چاہتا ہے تو اس کی طبیعت اس کا ساتھ نہیں دیتی ہے، اس پر انگریزی کی طبیعت حاوی ہوجاتی ہے، پھر وہ معانی کا استحضار انگریزی میں کرتا ہے اور ان معانی کو اپنے عربی کلام میں زبردستی ٹھونستا ہے اور اپنی عربی عبارت کو انگریزی سانچے میں ڈھالتا ہے)۔

(ح) — شیخ ترجمان احمد الغامدی لکھتے ہیں: " فصارَ عقلُ المرءِ الذي يعقلُ به الأمورَ أعجميًّا ، ولسانُه الذي يُعبِّر به عن المعاني تابعًا لألسنة الإفرنج ، يضعُ الألفاظَ حيثُ تَضعُها الإفرنج ، ويَشتَقُّ منها الاستعمالاتِ كما تَشتَقُّ الإفرنجُ ، ويُصرِّفُها ويركِّبُها كما تَفعَلُ الإفرنجُ " ـ [٢]

(یعنی: آدمی کی عقل جس سے وہ چیزوں کو سمجھتا ہے عجمی ہوگئی، اور اس کی زبان جس سے اظہارِ مافی الضمیر کرتا ہے فرنگی زبانوں کے تابع ہوگئی ہے۔ وہ الفاظ کو وہیں رکھتا ہے جہاں فرنگی لوگ رکھتے ہیں اور الفاظ سے استعمالات کو اسی طرح اخذ کرتے ہیں جس طرح فرنگی لوگ کرتے ہیں اور الفاظ کو اسی طرح جوڑتے ہیں اور ان میں اسی طرح تصرف کرتے ہیں جس طرح فرنگی لوگ کرتے ہیں)۔

(خ) — شیخ ترجمان احمد الغامدی صاحب نے فرمایا ہے: " إنَّ أهلَ زماننا لم يزيدوا في كلام العرب ألفاظًا ، وإنما أَمَاتُوا عربيًّا وأَحْيَوْا إفرنجيًّا " ـ [٣]

---

(١) كتاب العرنجية لأحمد الغامدي ص: ٣٣ – ٣٤ . وأثر اللغات الإفرنجية في العربية العصرية ص: ١ .

(٢) كتاب العرنجية للترجمان أحمد الغامدي ص: ١٤٤ .

(٣) كتاب العرنجية للترجمان أحمد الغامدي ص: ٧٣ .

(یعنی" ہمارے زمانے کے جدید عربی والوں نے عربی زبان میں الفاظ کا اضافہ نہیں کیا؛ بلکہ عربی زبان کو موت کے گھاٹ اتارااور فرنگی زبان کو زندہ کیا)۔

(**د**) – شیخ ترجمان احمد الغامدی صاحب مزید لکھتے ہیں: "فلو قرأ الأوائلُ الفصحَى المعاصرةَ لما فَهِمُوها، إلا أن هذا ليس لتوسع اللغة، بل لتحولها عن عروبيتها إلى عُجمةٍ شديدةٍ وتَفَرنُجٍ بَيِّنٍ "۔ [1]

(یعنی: اسلاف اگر جدید عربی کو پڑھتے تو کچھ نہ سمجھتے۔ مگر ان کا نہ سمجھنا اس لیے نہیں ہوتا کہ زبان کی توسیع ہوئی، بلکہ اس لیے کہ زبان کو عربیت سے ہٹاکر شدید عجمیت اور واضح فرنگیت میں تبدیل کردیا گیا ہے)۔

[٨] – ڈاکٹر تقی الدین الہلالی مراکشیؒ :

ڈاکٹر تقی الدین الہلالی مراکشی (جو عربی، انگریزی، فرانسیسی اور جرمنی چاروں زبانوں کے ماہر، مایۂ ناز عالم اور محدث تھے اور حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ اور حضرت مولانا سعید الرحمن اعظمی صاحب کے استاذ تھے) نے اپنی کتاب "تقويمُ اللسانَينِ " میں جدید عربی میں پائی جانے والی بے شمار فرنگی تعبیرات وتراکیب کو طشت از بام کیا ہے۔ انھوں نے جدید عربی کے متعلق لکھا ہے:

(**الف**) –"ما تَصَدَّيْتُ لكتابةِ هذه المقالات إلا أداءً للواجب ، ونصحًا للأمة ، وغيرةً على لغة القرآن التي هجمتْ عليها لغاتُ المستعمرين في عُقرِ دارها ، فأتَتْ بنيانَهَا من القواعد ، وهدمتْ أركانَهَا ، وذهبتْ ببهائها وجمالها "۔ [2]

(یعنی: میں نے یہ مقالات صرف ادائیگی ذمے داری، امت کی خیر خواہی اور اس قرآنی عربی پر غیرت کے لیے لکھے ہیں جس پر سامراجیوں کی زبان نے اس کے آنگن میں آکر حملہ کیا، اس کی بنیادوں کو کھوکھلا کیا، اس کے ارکان وستونوں کو منہدم کیا اور اس کی رونق وجمال کو مٹادیا)۔

---

(١) كتاب العرنجية للترجمان أحمد الغامدي ص: ٢٣ .

(٢) تقويم اللسانَين للدكتور تقي الدين الهلالي / ص: ١٤٨ .

(ب) – ڈاکٹر ہلالیؒ لکھتے ہیں: " فإن هذه اللغة الشريفة التي نُكِبتْ بأهلها وكانت لهم خيرَ لغةٍ وكانوا لها شرَّ أهلٍ ، لا تزال اللُّصوصُ تهجُم عليها وتقتحم مَعقِلَها وتَسطُو على الألفاظ والتراكيب الأصيلة النبيلة فتُمِيْتُها وتُحِلُّ محلَّها ألفاظًا دخيلةً ذميمةً سَمِجةً ثقيلةً، وقلَّ ناصرُها وكَثُرَ في أهلها المقلِّدُون الإمَّعَاتُ "۔[١]

(یعنی: یقیناً یہ مقدس عربی زبان جو خود اہلِ زبان کی طرف سے مصیبت زدہ ہے اور جو اُن کے لیے بہترین زبان تھی لیکن وہ اس کے لیے بدترین اہل ثابت ہوئے، ڈاکو اس پر مسلسل حملہ کر رہے ہیں، اس کے قلعہ پر دھاوا بول رہے ہیں، اس کے اصلی و عمدہ الفاظ و تراکیب کو ہائی جیک کر رہے ہیں، پھر ان کو موت کے گھاٹ اتار کر ان کی جگہ دخیل، مذموم بدنما اور ثقیل الفاظ کو رائج کر رہے ہیں۔ عربی کے حامی و ناصر مفقود ہو گئے اور اہلِ عرب میں مقلدین، طفیلیوں اور ہاں میں ہاں ملانے والوں کی کثرت ہو گئی)۔

(ت) – ڈاکٹر تقی الدین ہلالیؒ لکھتے ہیں: "إنَّ لغةَ المستعمِرِ الغالبِ استَعمرَتِ اللغةَ العربيةَ كما استَعمرَتْ أهلَها ، فغيَّرَتْ تراكيبَها ، وشوَّهتْ محاسنَها ، وتَركَتْها جسَدًا بلا رُوح ، فالمفرداتُ عربيةٌ ، والتراكيبُ أعجميةٌ "۔[٢]

(یعنی: قابض سامراجی کی زبان نے عربی زبان کو بھی اپنا ماتحت بنالیا، جیسا کہ اہلِ عرب کو اپنا ماتحت بنایا ہوا ہے۔ اس زبان نے عربی زبان کی تراکیب کو بدل ڈالا، اس کے حسن کو بگاڑ دیا، اور اس کو بے جان جسم بنا کر چھوڑا۔ چنانچہ مفردات عربی ہیں اور تراکیب عجمی [فرنگی] ہیں)۔

[٩] – علی طنطاویؒ:

ماضی قریب کے مشہور ادیب علی بن مصطفی طنطاویؒ لکھتے ہیں :

"أَسمَعُ كلَّ يوم من العَبَثِ باللغة والنحو والصرف، ورفع المنصوب، ونصب

(١) تقويم اللسانَين للدكتور تقي الدين الهلالي / ص: ١٤٤ .

(٢) تقويم اللسانَين للدكتور تقي الدين الهلالي ص: ٦٢ .

المرفوع ، لا من التلاميذ الصغار وحدَهم .. بل من السياسيين والمحامين والمدرسين ، في البرلمان وفي المحكمة وفي المدرسة . بل إني لَأسمَعُ اللحنَ من أفواه الأدباء وأقرؤه في كتبهم . المجلاتُ مملوءةٌ باللحن ، والقِصَصُ المطبوعةُ مملوءةٌ باللحن ، والكتبُ الجديدةُ مملوءةٌ باللحن ، وفي كلِّ مكانٍ لحنٌ ظاهرٌ ، يتأدب به الصغيرُ وينشأ عليه الناشئ . وممن سمّاهم الناسُ أدباءَ وشعراءَ مَنْ لا يستطيع أن يكتبَ صفحةً واحدةً صحيحةً، ولا يقدِرُ أن يقيم لسانَه في صفحة واحدة . لقد فَشَا اللحنُ، وانتشَرَ الجهلُ، وعمَّ الضعفُ، وفَقَدَتِ العربيةُ المدافِعَ والمحاميَ ''۔(١)

(ترجمہ: میں روزانہ عربی زبان اور صَرف ونحو کے ساتھ کھلواڑ کرنے اور منصوب کو رفع اور مرفوع کو نصب دینے کا شور و ہنگامہ سن رہا ہوں، نہ صِرف طلبہ کی طرف سے؛ بلکہ سیاست دانوں، وکلاء اور مدرسین کی طرف سے، پارلیمنٹ میں، کورٹ میں اور مدارس میں۔ بلکہ میں ادباء کی زبانوں سے بھی غلطی سنتا ہوں اور ان کی کتابوں میں پڑھتا ہوں۔ مجلات غلطیوں سے بھرے پڑے ہیں، مطبوعہ قصے غلطیوں سے لبریز ہیں، جدید کتابیں غلطیوں سے پُر ہیں، ہر جگہ غلطی نمایاں ہے، اسی غلط لٹریچر سے بچہ ادب سیکھ رہا ہے اور اسی میں پرورش پا رہا ہے۔ لوگ جن کو ادباء یا شعراء کہتے ہیں ان میں سے بھی بعض ایسے ہیں جو ایک صفحہ ''صحیح عربی'' میں نہیں لکھ سکتے اور ایک صفحے میں اپنی زبان و عربی کو درست نہیں رکھ سکتے۔ یقیناً غلطی عام ہو گئی ہے، جہالت پھیل گئی ہے، کمزوری وباء بن گئی ہے اور عربی زبان نے اپنا محافظ اور پاسبان کھو دیا ہے)۔

[١٠]– ڈاکٹر محمد حسن عبد العزیز :

ڈاکٹر محمد حسن عبد العزیز (مدرس بكلية دار العلوم بالقاهرة) لکھتے ہیں:

(الف) – ''واللغة العربية اليوم لم تَعُدِ اللغةَ التي يعرفها الباحثون في التراث العربي القديم ، فقد أصابَها كثيرٌ من التغيير : في معجمها ، وفي طريقة

(١) فكر ومباحث للأستاذ علي الطنطاوي ص: ٨ . وكذا في "البواكير" لعلي الطنطاوي ص: ٨٤ .

بناء الجملة فيها "۔[1]

(یعنی: آج کی عربی زبان وہ عربی زبان نہیں رہی جس کو قدیم عربی تراث (علمی سرمایہ) کے محققین حضرات جانتے ہیں؛ اس لیے آج عربی زبان کو بہت سے تغیرات لاحق ہوگئے ہیں، اس کی معاجم میں بھی اور اس میں جملہ بنانے کے طریقے میں)۔

(**ب**) – "فقد بدأت العلاقة بين اللغة العربية واللغات الأوربية تتوثق وتتنوع إلى حد أتاح لبعض اللغويين المعاصرين القولَ بأن اللغة العربية المعاصرة سوف تصبح بعد جيل أو جيلين عضوًا من أفرادِ أسرة اللغات الأوربية"۔[2]

(یعنی: عربی زبان اور یورپین زبانوں کے باہمی تعلقات بہت زیادہ مضبوط اور گوناگوں ہونے لگے ہیں جس کی وجہ سے بعض معاصر لغوی علماء نے یہ تک کہہ دیا کہ آج کی "جدید عربی" ایک نسل یا دو نسلوں کے یورپین زبانوں کے خاندان کا ہی ایک فرد بن جائے گی)۔

(**ت**) – "... بحيث أصبحت اللغاتُ الأجنبيةُ تُمَثِّلُ مصدرًا هامًّا في تحديد خواصِّ لغةِ الصحافة التركيبية "۔[3]

(یعنی: اس طور پر کہ آج غیر ملکی زبانیں عربی صحافتی زبان کے ترکیبی ڈھانچے کی تعیین میں ایک اہم سرچشمہ کی حیثیت رکھتی ہیں)۔

[۱۱] – مصطفی صادق رافعی / رحمہ اللہ:

مصطفی صادق رافعی عربی زبان کے عبقری قلم کار اور قرآنی عربی کے پر جوش حمایتی تھے۔ جب لوگوں نے جدید عربی میں "انجیل" کا ترجمہ شائع کیا تو اس مسخ شدہ زبان کے خلاف رافعی صاحب نے لکھا:

---

(۱) كتاب " لغة الصحافة المعاصرة " للدكتور محمد حسن عبد العزيز / ص: ٤ .

(۲) كتاب " لغة الصحافة المعاصرة " للدكتور محمد حسن عبد العزيز / ص: ٨ .

(۳) كتاب " لغة الصحافة المعاصرة " للدكتور محمد حسن عبد العزيز / ص: ١٠ .

(**الف**) – ”یحاولون أن یختلقوا في اللغة فطرةً جدیدةً غیرَ تلك الأولی التي وُضعت علیها جِبِلَّتُها واستقام بها أمرُها .. ومَرجِعُ هذا البلاء كله أنَّ عربیةَ الجملةِ الإنجیلیةِ تَغزُوْ عربیةَ الجملةِ القرآنیة “۔ (١)

(یعنی: لوگ چاہتے ہیں کہ عربی زبان کی ایک نئی فطرت گھڑ ڈالیں، اس فطرت کو چھوڑ کر جس پر عربی زبان کی خلقت ہوئی ہے اور جس سے اس کا مزاج درست ہوا ہے۔ اور ساری مصیبتوں کی جڑ یہ ہے کہ انجیل کے جملے کی عربی، قرآنی جملے کی عربی پر حملہ آور ہو رہی ہے)۔

(**ب**) – مصطفی صادق رافعیؒ نے الرسائل میں لکھا ہے: ”کچھ لوگ عربی لہجے میں انگریزی بولتے ہیں اور کسی نے لکھا کہ عربی زبان کو یورپین ہیٹ پہنا کر اس کی گردن میں ٹائی باندھ دی گئی ہے“۔ (٢)

[١٢] – امیر شکیب ارسلانؒ:

(**الف**) – امیر شکیب ارسلان لکھتے ہیں: ”وإني لا أَمیلُ إلی قَبُولِ هذه التراكیب ، وإني أُحِبُّ أن أسدَّ علیها البابَ .. فإني أری خطرَ هذه الجمل ، العربیةِ الظاهرِ، الأعجمیةِ الباطنِ أشدَّ بكثیر من خطر المفرداتِ الأعجمیة .. ولیس هذا من باب المجاز والكنایة والتشبیه ؛ بل هذا من أسالیب العرب وعدمِها “ ۔ (٣)

(یعنی: میں ان تراکیب کو قبول کرنے پر بالکل آمادہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ میں ان کا دروازہ بند کر دینا چاہتا ہوں۔۔ اس لیے کہ میرے نزدیک ان جملوں کا خطرہ (جن کا ظاہر عربی اور باطن عجمی ہے) عجمی مفردات کے خطرے سے بھی زیادہ بھیانک ہے۔ یہ بات مجاز ، کنایہ اور تشبیہ کے باب سے نہیں ہے، بلکہ یہ عربوں کی تراکیب کے وجود اور عدمِ وجود کی بات ہے)۔

(**ب**) – امیر شکیب ارسلان اہلِ عرنگی کے متعلق لکھتے ہیں: ”وإني لا أحِبُّ أن تكون لي

---

(١) العرنجیة للغامدي ص: ٣١ . واللغة العربیة في مواجهة اللغات الأجنبیة لأنور الجندي ص: ٢١.

(٢) نگارشات مولانا عبد اللہ عباس ندوی صاحبؒ/ ص: ١١٦، نقلا عن رسائل الرافعی ۔

(٣) أثر اللغات الإفرنجیة في العربیة العصریة للشیخ محمد خلیل الزروق ص: ٤ .

علاقةٌ بهم ، هؤلاء أعداءُ اللغة العربية ، ومُفسِدُوْ بيانِها ، ومُهجِّنُوْ نسبِها "۔[١]

(یعنی: میں پسند نہیں کرتا کہ ان (فرنگی عربی والوں) کے ساتھ میرا کوئی تعلق رہے۔ یہ لوگ عربی زبان کے دشمن، اس کے بیان کو بگاڑنے والے اور اس کے نسب کو خراب کرنے والے ہیں)۔

[۱۳] – علامہ ڈاکٹر ابراہیم السامرائی:

علامہ ڈاکٹر ابراہیم السامرائی نے اپنی مشہور اور بے مثال کتاب " معجمیات "میں جدید عربی کے انگلش اور فرنچ کا مجموعہ ہونے کے متعلق لکھتے ہیں :

(**الف**) – "والأستاذُ الدكتور الحمزاوي يُقِرُّ معي أن هذا كلَّه مما نُقِلَ إلى العربية المعاصرة من اللغتين الفرنسية والإنكليزية "۔[٢]

(یعنی: استاذ ڈاکٹر حمزاوی بھی میرے ساتھ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ یہ (تراکیب) سب کی سب وہ ہیں جو فرانسیسی اور انگریزی زبانوں سے عربی زبان میں نقل کی گئی ہیں)۔

(**ب**) – وہ آگے لکھتے ہیں: "إذا كانت لغةُ الصحف في بلدان المشرق العربي متأثرةً بأساليبِ ما هو شائعٌ في الإنكليزية في أمريكا وإنكلترة ، فإن لغة الصحافة في الشمالي الإفريقي متأثرةٌ بما هو معروفٌ متداولٌ في الصحف الفرنسية"۔ [٣]

(یعنی: جہاں مشرقِ عربی کے مجلات کی زبان امریکا اور انگلینڈ کی انگریزی زبان کی تراکیب سے متأثر ہے تو وہیں شمالِ افریقہ کی صحافت کی عربی زبان فرانسیسی مجلات کی تراکیب سے متأثر ہے)۔

(**ت**) – ڈاکٹر ابراہیم سامرائی مزید لکھتے ہیں: "لأنَّ طائفةً من هذه الأساليب لم تَستفِدْ منها العربيةُ غنًى وثروةً لغويةً ، فقد تُرجِمتْ وحُشرَتْ في العربية ، وكان سببُ

(١) أثر اللغات الإفرنجية في العربية العصرية لمحمد خليل الزروق ص: ٤ .

(٢) معجميات للدكتور إبراهيم السامرائي ص: ٩٢ .

(٣) تعابير أوروبية في العربية الحديثة من معجميات الدكتور إبراهيم السامرائي ص: ٣٧٤ .

ذلك كلِّه جَهْلَ مَنْ تصدّى للترجمة بأصول العربية .. فلم يَتيسَّرْ لهم نقلُ الأفكار الغربية بأسلوبٍ عربيٍّ . ولو عَرَفَ هؤلاء بلاغةَ العرب وعَرَفُوا أسرارَها لَمَا اندَسَّتْ في العربية أساليبُ غريبةٌ عنها "۔[١]

(یعنی: عربی زبان نے ان فرنگی تراکیب سے کوئی لغوی اضافہ یا الفاظ کا ذخیرہ حاصل نہیں کیا ہے؛ بلکہ یہ فرنگی تراکیب ترجموں کے ذریعے عربی زبان میں بھر دی گئی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ترجمے کے درپے ہونے والے لوگ اصولِ عربی زبان سے ناواقف اور جاہل تھے۔ وہ مغربی افکار کو عربی اسلوب میں منتقل نہیں کرسکے۔ پس اگر یہ لوگ عرب کی بلاغت اور اسرارِ بلاغت سے واقف ہوتے تو آج پردیسی اور نامانوس تراکیب عربی زبان میں سرایت نہ کرتیں)۔

[١٤] – علی الجارم مصری:

مشہور مصنف علی الجارم مصری جدید عربی کی بگڑی ہوئی شبیہ کے متعلق لکھتے ہیں :

(الف) – "نقرأ لبعض الكتّاب كتابةً عربية في غير ردائها العربي الصميم .. هي أشبَهُ بأعرابيٍّ انتزعتَه من البادية وأبقيتَ له خُفّيه وشَمْلتَه ، ثم أضفتَ إلى كل ذلك ما يحلو لك من ملابسَ فِرَنْجِيَّةٍ فبَدَا في زي عجيب تقتحمه العيونُ ، لا هو بزيِّ العرب ولا بزيِّ الأعاجم "۔[٢]

(یعنی: ہم آج کچھ مؤلفین کی ایسی عربی تحریریں پڑھتے ہیں جو اصلی عربی لباس میں نہیں ہیں۔ یہ جدید عربی بالکل اس دیہاتی آدمی کی طرح ہے جس کو آپ کسی دیہات سے زبردستی اٹھالائے ہوں، اور اس کے خفین اور پگڑی کو باقی رکھ کر اس کو فرنگی لباس پہنا دیا ہو، پھر وہ عجیب وغریب حلیے میں آنکھوں میں چبھ رہا ہو کہ نہ وہ عرب کے لباس میں ہے اور نہ عجم کے لباس میں)۔

---

(١) تعابير أوروبية في العربية العصرية من معجميات الشيخ إبرهيم السامرائي ص : ٣٥٦ .

(٢) كتاب العرنجية للترجمان أحمد الغامدي ص: ١٧٥ .

(ب) — علی الجارم مصری آگے لکھتے ہیں : ”وإذا عَرضَ لكم شكٌّ أيها السادةُ في بعضِ ما أقول فإن أيسرَ ما يذهب بهذا الشكِّ أن تَعرِضُوا إلى قطعةٍ مما يَكتبُ هذا الصنفُ من الكتّاب ، وأن تجرِّبُوا بأنفسكم بوضعِ كلمةٍ أجنبيةٍ مكانَ كلِّ كلمةٍ عربيةٍ ، فإن استقام لكم ذلك من غير كلفةٍ، ورأيتم أنكم خرجتم بعدَ هذا العمل اليسير بقطعةٍ فرنسيةٍ أو إنجليزيةٍ صادقةِ التعبير صحيحةِ المعاني ، فاعلموا أني صدقتُكم الحديثَ وأني لم أكن مبالغًا ولا مُغرِقًا “ ۔(۱)

(یعنی: حضراتِ گرامی !اگر آپ کو میری بات میں ذرا بھی شک ہو تو آپ خود ہی تجربہ کر لیجیے اور جدید عربی سے کوئی کلام لے کر اس میں ہر ہر عربی لفظ کی جگہ ایک ایک فرنگی لفظ رکھ کر دیکھیے، اگر صحیح فرنگی کلام بن جاتا ہے تو جان لیجیے کہ میں نے سچ کہا اور مبالغہ نہیں کیا)۔

[۱۵] — شیخ صلاح الدین الزعبلاویؒ:

شیخ صلاح الدین الزعبلاوی اپنی کتاب ”معجم أخطاء الكُتّاب“ میں لکھتے ہیں:

”تراهم يُجارُونَ في النقل عن اللغات الأجنبيةِ أصولَ هذه اللغات ورسومَها ويَنظِمُون الكلامَ العربي ويُؤلِّفُونه على نهج هذه اللغات وأساليبها “۔ (۲)

(یعنی: آپ دیکھتے ہیں کہ یہ مترجمین غیر ملکی زبانوں کا ترجمہ کرنے میں انھی زبانوں کے اصول وضوابط کے شانہ بہ شانہ چلتے ہیں اور عربی کلام کو انھی زبانوں کے نہج اور محاوروں پر بناتے ہیں)۔

[۱٦] — ڈاکٹر مصطفی جواد بغدادی:

ڈاکٹر مصطفی جواد بغدادیؒ اپنی کتاب ”قُل ولا تَقُل“ میں لکھتے ہیں :

---

(۱) كتاب العرنجية للترجمان أحمد الغامدي ص: ۱۷۵ .

(۲) معجم أخطاء الكُتّاب لصلاح الدين الزعبلاوي ص: ۵۵۷ .

"وذلك أنه ظهرتْ فيه - هذا العصرِ - طبقةٌ من المترجمين، أتقَنُوا اللغاتِ الأعجميةَ واستهانُوا باللغة العربية وأهلِها فلم يُتقِنُوها، وبَنَوْا في العالم العربي ترجمتَهم الفاسدةَ لعلوم الغرب وفنونه"۔[١]

(یعنی: یہ اس لیے ہے کہ آج مترجمین کا ایسا طبقہ پیدا ہو گیا ہے جس نے عجمی (فرنگی) زبانوں کو مہارت کے ساتھ سیکھا اور عربی زبان اور اہلِ عربی کو حقیر سمجھ کر عربی زبان کو مہارت کے ساتھ نہیں سیکھا، اسی طبقے نے عالمِ عرب میں مغربی علوم وفنون کے فاسد ترجمے رائج کیے ہیں)۔

[١٧] – شیخ محمد مکی الحسنی جزائریؒ:

شیخ محمد مکی الحسنی جزائریؒ " نحو إتقان الكتابة باللغة العربية " میں لکھتے ہیں:

"ولقد أساء إلى العربية في هذا القرن - جهلًا بها أو تجاهلًا - كثيرٌ من المترجمين: فنَشَرُوا عشراتِ التراكيب التي لا توافق قواعدَ اللغة ؛ وقلّدَهم في ذلك آلافُ الكاتبين (ولا أقول الكُتّابُ) "۔[٢]

(یعنی: اِس صدی کے بہت سے مترجمین نے دانستہ یا نادانستہ عربی زبان کو نقصان پہنچایا ہے؛ کیونکہ انھوں نے بیسیوں ایسی ترکیبیں رائج کر دی ہیں جو عربی زبان کے قواعد کے خلاف ہیں۔ پھر اس میں ان کی تقلید (نہ صِرف لکھنے والوں نے) بلکہ ہزاروں لکھنے والوں نے کی ہے)۔

[١٨] – شیخ احمد العلاونہ اردنی:

(**الف**) – شیخ احمد العلاونہ اردنی اپنی کتاب "إبراهيم السامرائي " میں لکھتے ہیں:

"إن الدخيل صار مألوفا في العربية الفصيحة المعاصرة التي ملئت بالكثير

(١) كتاب " قُل ولا تَقُل" للشيخ مصطفى جواد / ج ١ ص: ٨ . ولسان غصن لبنان / ص: ١٤ .

(٢) نحو إتقان الكتابة باللغة العربية للشيخ محمد مكي الحسني الجزائري ص : ١١ .

منه ، مما تحمله إلينا أو علينا اللغات الغربية الحديثة، ولا سيما الإنكليزية "۔[۱]

(یعنی: یقیناً دخیل تعبیرات اس فصحیٰ معاصرہ میں مانوس بن چکی ہیں جس میں دخیل تعبیرات کی بھرمار ہے، ان دخیل تعبیرات کو معاصر مغربی زبانیں خصوصاً انگریزی زبان ہم پر مسلط کرتی ہے)۔

(ب) — شیخ احمد العلاونہ نے اپنی کتاب "إبراهيم السامرائي "میں، جدید عربی کی ایک لغت کی تحقیق میں ابراہیم سامرائی کا طریقۂ تحقیق بتاتے ہوئے لکھا ہے:

"وعرَّجَ على الأسلوب عمومًا والتعابير خصوصًا ، التي وفدت إلى العربية عبرَ الترجمات ، مع أنها غريبة عن العربية "۔[۲]

(یعنی: ڈاکٹر ابراہیم سامرائی نے عموماً اسلوب پر اور خصوصاً ان تعبیرات پر توجہ فرمائی ہے جو ترجموں کے ذریعے عربی میں در آئی ہیں اور جو عربی زبان میں غیر مانوس ہیں)۔

[۱۹] — شیخ شاکر شقیر افندی لبنانی:

شیخ شاکر شُقیر افندی لبنانی نے عربی زبان میں در آنے والی فرنگی تراکیب و قوالب کے متعلق اپنی کتاب" لسان غصن لبنان " میں لکھا ہے:

".. حتى لَا يُدرِكُوْنَ ما يَتلَقَّوْنَ من التراكيبِ العربيةِ المسبوكةِ في قوالبِ الإفرنجية " [۳]۔(یعنی: یہاں تک کہ لوگ فرنگی قالب میں ڈھلی ہوئی جدید عربی کی ان تراکیب کو نہیں سمجھ پاتے ہیں جن کو وہ سیکھ رہے ہوتے ہیں)۔

[۲۰] — شیخ محمد خلیل الزّروق:

شیخ محمد خلیل الزّرُوق لیبیائی اپنی کتاب " أثر اللغات الإفرنجية في العربية العصرية"

---

(۱) كتاب " إبراهيم السامرائي" للشيخ أحمد العلاونة ص : ٨٠ .

(۲) كتاب " إبراهيم السامرائي" للشيخ أحمد العلاونة ص : ١٦٤ .

(۳) لسان غصن لبنان للشيخ شاكر أفندي شقير اللبناني ص : ٢ .

میں جدید عربی کی فرنگی اور نامانوس تراکیب کے متعلق رقمطراز ہیں :

(**الف**) – "... منها أساليبُ وتراكيبُ أعجميةٌ تَسَرَّبَتْ إلى لغتنا مترجَمَةً عن اللغات الأوربية، وهي مما لا يَعرِفُ العربُ الأقدمون .. وهذا مما استفاضَ بينَنا، وتَعاوَرَتْه أقلامُنا ، ولا أظنُّ أحدًا ينازع في جواز استعماله اللهم إلا الذين أُصِيبُوا بالوسواس اللغويِّ "۔ [١]

(یعنی: یورپین زبانوں کے بہت سے ایسے محاورے اور تراکیب ترجموں کے ذریعے ہماری عربی زبان میں داخل ہوگئی ہیں جن سے قدیم عرب ناآشنا تھے۔ لیکن یہ آج ہمارے درمیان عام اور ہمارے قلم کی زینت بن چکی ہیں۔ میرے خیال میں کوئی بھی آدمی ان کے استعمال کے جواز کا قائل نہیں ہو گا، سوائے ان لوگوں کے جو لغوی وسوسے کا شکار ہو چکے ہیں)۔

(**ب**)– شیخ خلیل الزرُوق آگے لکھتے ہیں: "فهي ليستْ أخطاءً تُعدُّ أو لحونًا يُنَبَّهُ عليها؛ بل هي داءٌ دَوِيٌّ مُعضِلٌ ، وهو أنها ألفاظٌ وأساليبُ مترجَمَةٌ حرفًا حرفًا عن ألسنةِ أقوامٍ آخَرِينَ. فإذا نقل ذلك كما هو إلى العربية كان غريبًا عنها مجافيًا لسُنتِها"۔ [٢]

(یعنی: جدید عربی ایسی غلطیوں کا نام نہیں ہے جن کو بس شمار کر لیا جائے یا ایسی لحنوں کا نام نہیں ہے جن پر صرف تنبیہ کر دی جائے، بلکہ یہ تو ایک شدید اور لاعلاج مرض ہے کہ جدید عربی کے الفاظ اور تراکیب حرف بحرف دوسری قوموں کی زبانوں سے ترجمہ شدہ ہیں۔ اور جب یہ تراکیب ہو بہو عربی میں نقل کی جاتی ہیں تو عربی زبان سے اجنبی اور مزاجِ عربیت کے خلاف ہوتی ہیں)۔

[٢١] – شیخ محمد صالح المنجد:

(**الف**) – شیخ محمد صالح المنجد اپنی کتاب "دروس" میں رقمطراز ہیں: "وقامَ فريقٌ منّا

(١) أثر اللغات الإفرنجية في العربية العصرية للشيخ محمد خليل الزروق ص: ٣ .
(٢) أثر اللغات الإفرنجية في العربية العصرية للشيخ محمد خليل الزروق ص: ١ .

يَلوُونَ ألسنتَهم بالإنجليزية والأعجمية لتَحسَبُوه من الحضارة والتقدم ، وما هو من الحضارة والتقدم في شيء ، كيف يُفلِحُ قومٌ يتكلمون بغير لغتهم ، ويفكرون بغير لغتهم ، ويَدرُسُون بغير لغتهم ، ويكتبون بغير لغتهم ؟"۔ (١)

(یعنی: ہم میں سے کچھ لوگ زبان کو موڑ موڑ کر انگریزی اور عجمی زبان بولتے ہیں تاکہ آپ ان کو تہذیب وترقی والے سمجھیں ، حالانکہ یہ تہذیب وترقی نہیں ہے ۔ وہ لوگ کیسے کامیاب ہوسکتے جو غیروں کی زبان بولتے ہیں ، غیروں کی زبان میں سوچتے ہیں ، غیروں کی زبان میں پڑھتے ہیں اور غیروں کی زبان میں لکھتے ہیں)۔

(**ب**) — شیخ محمد صالح المنجد نے "دروس" میں لکھا ہے: "قام طه حسين وأذنابه ومَن معه بحركة إلغاء الإعراب، و إشاعة قاعدة: "سَكِّنْ تَسْلَمْ" وإلغاءِ الحركات الإعرابية، كرفع الفاعل ونصب المفعول به" (٢)۔

(یعنی: (سنہ ١٩٣٨ء میں) طہ حسین اور اس کے کارندوں (توفیق الحکیم ، عبد العزیز فہمی اور احمد امین وغیرہ) نے "اعراب" جیسے فاعل کے رفع اور مفعول کے نصب کو باطل کرنے کے لیے ایک تحریک چلائی ہے جس کا نعرہ تھا: "سَكِّنْ تَسْلَمْ" (کلمات کے آخر کو ساکن کرو، غلطی سے بچ جاؤ گے)۔

[٢٢] — ڈاکٹر محمد محمد حسین:

ڈاکٹر محمد محمد حسین نے "نحوی تیسیر" کو غیر ملکی سازش بتاتے ہوئے لکھا ہے:

"ما يُسَمُّونَه (تيسيرَ النحو) شعبةٌ من تلك الفِرَقِ المُوَكَّلةِ بهدم تراثنا .. وهم بهذا الهدم يمهِّدُون الأرضَ ويسوُّونَها لبناء جديد ، ولكنه للأجنبي لا لنا"۔ (٣)

---

(١) دروس للشيخ محمد صالح المنجد ٣ / ٤ .

(**٢**) دروس للشيخ محمد صالح المنجد ص: ٣/ ٣ . العدوان على العربية عدوان على الإسلام ص: ٤٧ . نحو وعي إسلامي للدكتور مازن المبارك ص: ٦٠ . والمؤامرة الغربية على اللغة العربية ص: ٣٩ .

(**٣**) حصوننا مهددة من داخلها للدكتور محمد محمد حسين ص: ١٦٩ . وأعلام وأقزام في ميزان الإسلام للدكتور سيد بن حسين العفاني ١/ ٤٦٨ . المؤامرة الغربية على اللغة العربية لأبي نصر الإمام ص: ١٥٢ .

(یعنی: ان لوگوں نے جس چیز کو ”تیسیر النحو“ کا نام دے رکھا ہے وہ دراصل ہماری علمی میراث کو منہدم کرنے والے فرقوں کی ایک شاخ ہے۔ وہ اس تخریب کاری کے ذریعے فرنگیوں کی خاطر نئی تعمیر کرنے کے لیے زمین تیار کر رہے ہیں)۔

[۲۳] — پروفیسر اسعاف النشاشیبی:

پروفیسر اِسعاف النشاشیبی غیر ملکی تراکیب کے متعلق رقمطراز ہیں:

” .. وفرضٌ أيضًا اليومَ نبذُ كلِّ تركيبٍ غيرِ عربيٍّ .. والتسامحُ في هذا الشأن الآنَ فيه الهلاكُ “ [١]۔ (یعنی: آج ہر غیر عربی ترکیب کو ترک کرنا بھی فرض ہے، اور اس معاملے میں تساہل سے کام لینا بربادی اور ہلاکت ہے)۔

[۲۴] — ڈاکٹر محمد دہوزی :

ڈاکٹر محمد دہوزی اپنی مشہور کتاب ” واقع اللغة العربية في وسائل الإعلام “ میں ذرائع ابلاغ کے ذریعے عربی زبان کے مسخ وتحریف کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

”... يمكن القولُ بأن وسائلَ الإعلام شوَّهتِ اللغةَ العربية وقوَّضتْ قواعدَها “ [٢]۔ (یعنی: یہ کہہ سکتے ہیں ہے کہ ذرائع ابلاغ ہی نے عربی زبان کو بگاڑا ہے اور اس کی بنیادوں کو اکھاڑا ہے)۔

[۲۵] — علامہ محمود محمد شاکر / رحمہ اللہ:

علامہ محمود محمد شاکر رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب ” أباطيل وأسمار “ میں عربی زبان کو منہدم ومسمار کرنے میں مستشرقین، عیسائی مشینریوں اور ان کے عزائم اور تخریب کاریوں کو خوب خوب آشکارا کیا

(١) أثر اللغات الإفرنجية في العربية العصرية للشيخ محمد خليل الزروق ص: ٤ .

(٢) واقع اللغة العربية في وسائل الإعلام للدكتور محمد دهوزي ص: ٦ .

ہے،اسی سلسلۂ کلام میں علامہ محمود محمد شاکر رحمہ اللہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

(**الف**) – " لأن نظام "دنلوب" كان قد انتهى إلى غايته في قتل اللغة العربية ، في مصر ، ولا يزال يفعل ، إلا أن تتداركها العزائم المخلصة "۔ [۱]

(یعنی: کیونکہ "عیسائی مبلغ ڈنلوپ" کا نظامِ تعلیم، مصر میں عربی زبان کا خاتمہ کرنے میں اپنے ہدفِ اصلی کو پہنچ چکا ہے،الایہ کہ مخلصانہ ارادے اس کی روک تھام کر سکیں)۔

(**ب**) – علامہ محمود محمد شاکرؒ آگے لکھتے ہیں:" فإن "التعليم" الذي فرضه الاستعمار الغازي على العالم الإسلامي ، والذي تولاه التبشير بفتح مدارسه في كل بلد من بلاد هذا العالم ، اعتمد أوّلَ ما اعتمد على محاربة اللغة العربية حيث كانت "۔ [۲]

(یعنی: جس تعلیم کو انگریزی سامراجیت نے عالمِ اسلام پر تھوپ دیا ہے اور جس کی سرپرستی اور دیکھ ریکھ عیسائی مشینری عالمِ اسلام کے ہر شہر میں اپنے اسکولوں کا جال بچھا کر کر رہی ہے، اس تعلیم کا اولین ہدف یہ ہے کہ عربی زبان جہاں کہیں ہو اس کا خاتمہ کیا جائے)۔

[۲۶] – شیخ مصطفی توفیق المؤیدی:

(**الف**) – شیخ مصطفی توفیق المؤیدی لکھتے ہیں:"فلا يخفَى ما انتهت إليه اللغةُ في العصور المتأخرةِ من التحريف والمسخ وضياع الكثير"۔ [۳]

(یعنی: آخری دور میں عربی زبان اپنے مسخ وتحریف اور فقدان وضیاع کی جس بدترین حالت کو پہنچ گئی ہے وہ کسی پر مخفی نہیں ہے)۔

(**ب**) – شیخ مصطفی المؤیدی آگے لکھتے ہیں:"وكانت الجرائد..هي العاملَ الأعظمَ على نشر تلك الأغاليط والأوهام ؛ لأنه يظهر منها كلَّ يومٍ ألوفٌ من النُّسَخ تتوزَّعُ على

(۱) أباطيل وأسمار للعلامة محمود محمد شاكر / ص: ۱۷۵ .

(۲) أباطيل وأسمار للعلامة محمود محمد شاكر / ص: ۲۰٤ .

(۳) كتاب لغة الجرائد للشيخ إبراهيم اليازجي ص : ٥ .

ألوفٍ من القراء، فكلُّ وَهْمٍ فيها أو زيغٍ يتكرَّرُ عليهم ما تَكرَّرتِ الأيام"۔ (١)

(یعنی: اخبارات وجرائد ہی غلطیوں اور واہیات کو پھیلانے کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں؛ کیونکہ روزانہ اخبارات وجرائد کے ہزاروں نسخے نکل کر ہزاروں قارئین تک پہنچتے ہیں توان میں جو بھی غلطی یا لسانی انحراف ہوتا ہے وہ گردشِ ایام کی طرح قارئین کے سامنے مکرر سہ کرر آتا رہتا ہے)۔

[٢٧] — ابو نصر محمد بن عبد اللہ الامام:

(الف) — شیخ ابو نصر محمد بن عبد اللہ الامام اپنی معرکۃ الآراء کتاب " المؤامرة الغربية على اللغة العربية" میں جدید عربی والوں کے طرزِ تحریر کے متعلق رقمطراز ہیں:

"يفكرون بالإنجليزية أو بالفرنسية ثم يترجمون تفكيرَهم إلى العربية"۔ (٢)

(یعنی: یہ لوگ انگریزی یا فرانسیسی میں سوچتے ہیں پھر اپنی سوچ کا عربی میں ترجمہ کرتے ہیں)۔

(ب) — شیخ ابو نصر محمد بن عبد اللہ الامام رقمطراز ہیں:

"لقد أدركَ المتآمرون على المسلمين أن اللغة العربية سدٌّ عظيمٌ يحول دونَ وصولهم إلى أهدافهم العدوانية ، فقرَّرُوا أن يُحطِّمُوا ذلك السدَّ المنيع شيئا فشيئًا، فأَعَدُّوا العُدَّةَ لذلك ، وجعلُوا محارَبةَ اللغةِ العربية هدفًا رئيسًا لهم "۔ (٣)

(یعنی: دشمنانِ اسلام نے بھانپ لیا کہ عربی زبان ان کے عدوانی اہداف کی بازیابی کی راہ میں ایک مضبوط آہنی دیوار بنی ہوئی ہے، لہٰذا انھوں نے ٹھان لیا ہے کہ اس مضبوط دیوار کو دھیرے دھیرے توڑ دیں، تواس کے لیے تیاریاں کیں اور عربی زبان کو اپنا اولین ٹارگیٹ بنایا)۔

(ت) — شیخ ابو نصر محمد بن عبد اللہ الامام مزید لکھتے ہیں:

"ومن بوائقِ دعوةِ مساواةِ النساء بالرجال أن قامتْ نساءُ "الاتحاد النسائي

---

(١) لغة الجرائد للشيخ إبراهيم اليازجي ص : ٦ . وأغلاط الكتاب لكمال إبراهيم ص: ٦ .

(٢) المؤامرة الغربية على اللغة العربية لأبي نصر محمد بن عبد الله الإمام ص: ١٤٧.

(٣) المؤامرة الغربية على اللغة العربية لأبي نصر محمد بن عبد الله الإمام ص: ٦٩ .

المصري" بمطالبةِ حذفِ نُونِ النِّسوةِ من اللغة العربية "۔[(١)]

(یعنی: مرد و خواتین کی باہمی مساوات کی دعوت کی ایک فتنہ انگیزی یہ ہے کہ مصر کی "تحریک اتحادِ نسواں" نے عربی زبان سے صیغۂ جمع مؤنث کے نون کو حذف کرنے کا مطالبہ کیا ہے)۔

[٢٨] – ڈاکٹر احمد مختار عمر:

ڈاکٹر احمد مختار عمر (کلیۃ دار العلوم، جامعۃ القاہرۃ) لکھتے ہیں: "ومعظمُ الصحفيين حينما يَقِفُون أمام الميكروفون ويتحدثون إلى الناس .. تأتي لغتُهم إما فُصحٰى مثخنةَ الجراح بالأخطاء والتجاوزات اللغوية ، وإما عامّيّةً فجّةً "۔ [(٢)]

(یعنی: اکثر صحافی جب میکروفون کے سامنے کھڑے ہوکر بولتے ہیں تو ان کی زبان یا تو ایسی فصحیٰ ہوتی ہے جو غلطیوں اور لغوی انحرافات سے چور چور ہوتی ہے یا سڑی ہوئی عامی زبان ہوتی ہے)۔

[٢٩] – ڈاکٹر ناصف شاکر سید:

ڈاکٹر ناصف شاکر سید (عميد كلية الآداب/ جامعة أسيوط) نے لکھا ہے:

"كان اللحنُ من دواعي الخجل الذي يصيبُ الإنسانَ ، وقد مضَى الزمانُ وتغيرتِ الأحوالُ تغيرًا يأسف عليه كلُّ غَيُورٍ مُعتزٍّ بعربيته ، فلم يَعُدِ الخطأُ واللحنُ من دواعي الأسفِ والخجل . أصبحَ الإنسانُ يعتزُّ ويَفخَرُ؛ لأنه يتحدَّثُ بالعُجمة، ويخلِطُ العربيةَ بالإنجليزيةِ ، أو غيرِها من لغات أجنبية "۔[(٣)]

(یعنی: پہلے لسانی غلطی انسان کے لیے باعثِ عار ہوا کرتی تھی۔ لیکن زمانہ گزر جانے کے ساتھ حالات ایسے بدل گئے کہ اس سے عربی زبان کے ہر غیرت مند آدمی کو افسوس ہوتا ہے۔ آج غلطی اور لحن

(١) والمؤامرة الغربية على اللغة العربية ص: ١٥٣ . وأرشيفُ ملتقَى أهلِ الحديث – ١ ٣١/ ٥٠٠ .
(٢) أخطاء اللغة العربية المعاصرة للدكتور أحمد مختار عمر ص: ٢١ .
(٣) كتاب " من الأخطاء الشائعة" للدكتور ناصف شاكر سيد/ ص: ٥ .

افسوس اور عار کا باعث نہیں رہی۔ آج انسان اس بات پر عزت محسوس کرتا اور فخر کرتا ہے کہ وہ عجمی زبان بولتا ہے اور عربی زبان کو انگریزی یا دیگر غیر ملکی زبانوں کے ساتھ خلط ملط کرتا ہے)۔

[۳۰] – ڈاکٹر یاسین ابو الہیجاء:

ڈاکٹر یاسین ابو الہیجاء (جامعۃ الاسراء، کلیۃ الآداب) نے ان شذوذات کے متعلق لکھا ہے جن کی قاہرہ کی مجمع نے اجازت دی ہے: "غيرَ أنه كان ضعيفًا أو مرجوحًا ، ولكنه غلَّبه على غيره، فصار غالبًا بعد أنْ كان مغلَّبًا، وأحيَاهُ المجمَعُ بعد أن كان مهجورًا"۔[۱]

(یعنی: یہ لفظ پہلے کمزور یا مرجوح تھا مگر اب اس کو دوسروں پر غلبہ دے دیا گیا تو یہ غالب ہو گیا جبکہ یہ پہلے مغلوب تھا، اور مجمع نے اس کو زندہ کر دیا جبکہ یہ پہلے متروک تھا)۔

[۳۱] – ڈاکٹر احمد علی کنعان:

ڈاکٹر احمد علی کنعان شامی (دمشقی) اپنی کتاب "اللغة العربية والتحديات المعاصرة وسبل معالجتها" میں لکھتے ہیں:

"لا يخفى على أحد ما تواجهه اللغة العربية في القرن الحادي والعشرين من تحديات تزداد في هذا العصر ... وهذه التحديات متعددة ويأتي في مقدمتها منافسة اللغة الأجنبية (الإنكليزية) للُّغة العربية"۔[۲]

(یعنی: یہ بات کسی پر مخفی نہیں ہے کہ اکیسویں صدی میں عربی زبان کو بہت سے چیلنجز در پیش ہیں جو اِس زمانے میں بڑھتے ہی جا رہے ہیں ... یہ چیلنجز مختلف الانواع ہیں جن میں سر فہرست، عربی زبان کے ساتھ انگریزی زبان کا مزاحمت کرنا ہے)۔

---

(۱) مظاهر التجديد النحوي لدى مجمع اللغة العربية في القاهرة للدكتور ياسين أبي الهيجاء ص : ۳ .

(۲) كتاب " اللغة العربية والتحديات المعاصرة وسبل معالجتها" ص: ٦ .

[٣٢] — شیخ ابراہیم یازجی:

(الف) — شیخ ابراہیم یازجی اخباری عربی کے متعلق لکھتے ہیں:

"وأصبَحَ كثيرٌ من ألفاظ الجرائدِ لغةً خاصةً بها تَقتضِي معجمًا بحاله"۔ [١]

(یعنی: جرائد واخبارات کے بہت سے الفاظ اب جرائد واخبارات کے ساتھ مخصوص لغت بن چکے ہیں جو مستقل اور الگ معجم کا تقاضا کرتے ہیں)۔

(ب) — شیخ ابراہیم یازجی جدید عربی کے اغلاط کے متعلق رقمطراز ہیں:

"ولا يخفَى أنَّ الغلَطَ في اللغة أقبحُ من اللَّحْنِ في الإعراب، وأبعدُ عن مَظانِّ التصحيح لرجوعِها إلى النقل دونَ القياس"۔ [٢]

(یعنی: لغوی غلطی اعرابی غلطی سے زیادہ بھیانک ہوتی ہے اور مواقعِ اصلاح سے بھی بہت زیادہ دور ہوتی ہے؛ کیونکہ لغوی غلطی کی اصلاح کا مدار نقل پر ہوتا ہے، نہ کہ قیاس پر)۔

[٣٣] — ڈاکٹر مازن المبارک:

(الف) — ڈاکٹر مازن المبارک، دشمنوں کے ہاتھوں عربیت کے مسخ کے متعلق لکھتے ہیں:

"إن اللغة العربية مظهرٌ رائعٌ لامتزاج الشكل العربي بالمضمون الإسلامي، ومن هنا كان أصحاب النفوس الحاقدة والغايات الفاسدة من استعمارية وغيرها وراءَ كلِّ دعوةٍ إلى الفصل بين هاتين القوتَين العظيمَتين"۔ [٣]

(عربی زبان، شکلِ عربی اور مضمونِ اسلام کے حسین امتزاج کا مظہر ہے۔ اسی لیے سامراجی وغیر سامراجی حاسدین اور بدنیت لوگ ان دونوں عظیم قوتوں کو جدا کرنے کی ہر دعوت میں کارفرما ہے)۔

---

(١) لغة الجرائد للشيخ إبراهيم اليازجي ص: ٨ .

(٢) لغة الجرائد للشيخ إبراهيم اليازجي ص: ٧ .

(٣) نحو وعي إسلامي للدكتور مازن المبارك ص: ٨ .

(ب) — ڈاکٹر مازن المبارک، آسانی کے نام پر مسخِ عربیت کے متعلق لکھتے ہیں:

"وهكذا يَسقُطُ القِناعُ ويرتفِعُ الستارُ عن مفهوم التيسير والتجديد عند هؤلاء .. فإذا تجديدُهم قتلٌ للفصحٰى ، وتيسيرُهم هَجْرٌ لِلُّغةِ المسلسلة المقعَّدة إلى لغة شارعيَّة سُوقيّة لا أصلَ لها ولا نسبَ، ولا ضابطَ لها ولا قاعدةَ تحكمها"۔ (۱)

(یعنی: ان لوگوں کی "تیسیر اور تجدید" کا مفہوم بے نقاب ہو چکا ہے کہ ان کی "تجدید" دراصل فصیح عربی زبان کو قتل کرنا ہے اور ان کی "تیسیر" دراصل مطرد و منضبط عربی کو چھوڑ کر ایک ایسی بازاری اور سڑک کی زبان کو اختیار کرنا ہے جس کی نہ کوئی اصل ہے نہ نسل، اور جس کے لیے نہ کوئی ضابطہ ہے اور نہ قاعدہ)۔

[۳۴] — ڈاکٹر محمد احمد الحلوانی:

ڈاکٹر محمد احمد الحلوانی بلادِ عرب کی مخلوط زبان کے متعلق لکھتے ہیں:

" الجيلُ الناشئ لا يعيش في محيطٍ لُغوِيٍّ سَلِيمٍ " ۔ (۲)

(یعنی عرب کی نئی نسل عربی زبان کے صحیح لغوی ماحول میں نہیں رہ رہی ہے)۔

[۳۵] — ڈاکٹر فیصل القاسم:

۲۰۱۷ء میں ملک شام کے مؤقر اور سینئر ترین صحافی ڈاکٹر فیصل القاسم نے ایک طویل مقالہ لکھا جس کا عنوان ہے: "متى يتعلم الحكامُ العربُ اللغةَ العربيةَ" یعنی عرب حکمراں عربی زبان کب سیکھیں گے ؟۔ اس طویل مقالے کا ایک اقتباس مع ترجمے کے ملاحظہ فرمائیں:

"يسألونك لماذا أصبح وضعُ لغةِ الضاد في الحضيض في مدارسنا ووسائلِ إعلامنا ؟ هل نلوم تلاميذَ المدارس وطلابَ جامعاتنا إذا كانوا لا يتقنون لُغتَهم

(۱) نحو وعي إسلامي للدكتور مازن المبارك ص: ٤٩ .
(۲) نحو إتقان الكتابة باللغة العربية لمحمد مكي الحسني الجزائري ص: ١٢ .

الأمَّ ، ويلحنون بها ، ولا يستطيعون تأليفَ جملةٍ واحدة . إذا كان كبار القوم في محل مخرِّبين للُّغةِ ومتفننين في التصرف خبطَ عشواءَ بقواعدها ونطقها . هل يعقل أن تعرض ألمانيا على الجزائر المساعدةَ في حماية لغةِ الضاد "۔[١]

(یعنی لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیوں ہمارے مدارس اور ذرائع ابلاغ میں عربی زبان انتہائی پستی میں گر چکی ہے ؟ کیاہم مدارس وجامعات کے طلبہ کو ملامت کریں کہ وہ عربی زبان کیوں نہیں سیکھتے ؟غلطیاں کیوں کرتے ہیں اور ایک صحیح جملہ بنانے پر قادر کیوں نہیں ہوتے ؟ جب قوم کے سربراہ لوگ ہی عربی زبان کو منہدم کرنے اور اس کے قواعد اور تلفظ کو اندھادھند بگاڑنے پر تلے ہوں توکیا یہ معقول اور متوقع بات ہے کہ عربی زبان کی حفاظت کے لیے "جرمنی" آگے آکر "الجزائر" کی مدد کرے)؟

[٣٦] – ڈاکٹر محمد احمد الدالی:

ڈاکٹر محمد احمد الدالی ذرائع ابلاغ کی بگڑی ہوئی عربی کے متعلق لکھتے ہیں:

"إذا كانت لغةُ أكثرِ مَن يتولى التعليمَ والإعلام ليست عربيةَ الوجهِ في جانبٍ من جوانبها ، فما حالُ مَن يتلقّى هذه اللغةَ عن ضَعَفةٍ لا يتجاوز معجمُهم اللغويُّ أُلَيْفَاظًا "۔[٢]

(یعنی جب اکثر اہلِ تعلیم اور اہلِ میڈیا کی زبان کسی بھی پہلو میں عربی نہیں ہے تو پھر ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو یہ زبان ان ضعیف اور کمزور لوگوں سے اخذ کرتے ہیں جن کی لغوی ڈکشنری میں چند بالشتیہ الفاظ کے علاوہ کچھ نہیں ہے)۔

[٣٧] – شیخ عبد الرحمن حسن حبنکۃ المیدانی:

(١) مقالة "متى يتعلم الحكامُ العربُ اللغةَ العربيةَ" للدكتور فيصل القاسم ص: ٢ .

(٢) نحو إتقان الكتابة باللغة العربية لمحمد مكي الحسني الجزائري ص: ١٢ .

شیخ حسن المیدانی آگے لکھتے ہیں: "وامتلأت الكتبُ الحديثةُ والصحفُ والمجلاتُ والخطاباتُ والمحاضَراتُ في الأنديةِ والإذاعاتِ وسائرِ وسائلِ الإعلام بهذا السيل المخيفِ المتدفِّقِ على متنِ اللغة العربية من المفردات الدخيلة الشرقية والغربية"۔(١)

(یعنی: مشرقی اور مغربی دخیل مفردات کا یہ خوفناک سیلاب عربی زبان کے متن (لغات) پر امڈ آیا ہے جس سے جدید کتابیں اور صحف ومجلات سب بھر گئے ہیں، اور جلسوں، نشریات اور تمام ذرائع ابلاغ کی تقریریں اور بیانات سب کے سب لبریز ہو چکے ہیں)۔

[٣٨] – ڈاکٹر مبارک حسین نجم الدین:

ڈاکٹر مبارک حسین نجم الدین نے، فصیح عربی کے خلاف دشمنوں کی کوشش کے متعلق لکھا ہے:

"دخلَ معترَكَ الدعوةِ إلى العاميةِ وتنحيةِ الفصحى سلامة موسى الذى سخَّرَ قلمَه وأسلوبَه لحرب الفصحٰى"۔ (٢)

(یعنی: عامیت کی دعوت دینے اور فصیح عربی زبان کو دور کرنے کے میدان میں "سلامہ موسی" اتر آیا، جس نے اپنے قلم اور بیان کو فصیح عربی زبان پر حملہ کرنے کے لیے ہی وقف کر رکھا ہے)۔

[٣٩] – ایک مستشرق قلم کار کا اعتراف:

ایک مستشرق قلم کار نے حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے سچ کہا ہے: « ليس على وجه الأرض لغةٌ لها من الرَّوعة والعَظَمة ما للّغة العربية، ولكنْ ليس على وجه الأرض أمةٌ تسعٰى – بوعي أو بلا وعي – لتدميرِ لغتها كالأمةِ العربية » ۔ (٣)

---

(١) أجنحة المكر الثلاثة لعبد الرحمن حَسن حبنكة الميداني ص : ٣٨٦ .

(٢) اللغة العربية بين طغيان العامية وغربة الفصحى للدكتور مبارك حسين نجم الدين ص: ١٧.

(٣) نحو إتقان الكتابة باللغة العربية لمحمد مكي الحسني الجزائري ص: ٨ .

(ترجمہ: روئے زمین پر عربی زبان کی مانند حسن وجمال اور عظمت وکمال کی حامل کوئی زبان نہیں ہے۔ لیکن روئے زمین پر کوئی ایسی قوم بھی نہیں ہے جو دانستہ یانادانستہ طور پر عرب قوم کی مانند اپنی ہی زبان کو تباہ کرنے میں لگی ہوئی ہو "۔

[٤٠] — انور الجندی مصری:

مشہور قلم کار انور الجندی مصری نے عربی زبان میں مغربی الفاظ وتراکیب کی آمیزش سے عربی کی صورت کے بگڑ جانے سے آگاہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

(**الف**) — " فنحن مطالَبون بأن نحميَ لغتنا من اقتحام ألفاظ اللغات الأجنبية عليها ، فإن ذلك يجعلها مهلهلةً خاليةً من جمال صنعتها الفريدة ونسيجها المنسجم ، فإن الإسراف في استخدام الدخيل من اللغات الأخرى له محاذيره التي يعرفها شيوخ اللغة "۔[1]

(یعنی: ہم اس بات کے ذمے دار ہیں کہ ہم اپنی عربی زبان میں غیر ملکی الفاظ کے شامل ہونے سے اس کی حفاظت کریں، کیونکہ عربی میں غیر ملکی الفاظ کا شمول عربی کو کمزور بناتا ہے اور اس کو اپنی منفرد فطری خوبصورتی اور مربوط ترکیبی ہیئت سے ہٹا دیتا ہے۔ نیز دوسری زبانوں کے دخیل الفاظ کا بکثرت استعمال کرنے میں ایسے خطرات بھی ہیں جن سے ماہرینِ زبان واقف ہیں)۔

(**ب**) — انور الجندی آگے لکھتے ہیں:

" كذلك فنحن لا نقبل الواقع الذي تدنت له الفصحى اليوم عن طريق الصحافة والتلفزيون والمسرح "۔[2]

(یعنی: اسی طرح ہم اس حقیقتِ حال کو بھی قبول نہیں کرسکتے جس کی وجہ سے آج عربی زبان صحافت، ٹیلیویزن اور ڈراما کے ذریعے پستی میں گر چکی ہے)۔

---

(١) اللغة العربية في مواجهة اللغات الأجنبية لأنور الجندي ص: ٢١ .

(٢) اللغة العربية في مواجهة اللغات الأجنبية لأنور الجندي ص: ٢١ .

[۴۱] — شیخ اسعد خلیل داغر:

(الف) — شیخ اسعد خلیل داغر، جدید عربی کے عام ہونے کے متعلق لکھتے ہیں:

”وقد شاعت هذه اللغةُ المختلِطةُ كلَّ الشيوع بين جميع الناطقين بالضاد، فتراهم يُولَدُونَ في أحضانها ويَترَعْرَعُونَ في أكنافها ويَرضَعُونَها مع اللبن ويَتناولُونَها مع طعامهم وشرابهم ، ويَشِبُّون على سماعِها من الآباء والأمهات وذوي القربٰى وجميع الذين يُعاشِرُونَهم من الأتراب والأصحاب، ويَقضُون سِنيْ طُفولَتِهم وما بعدَها لَا يَطرُقُ آذانَهم غيرُها ولا تَنطلِقُ ألسنتُهم بسواها “ ـ [(١)]

(یعنی: یہ مخلوط زبان تمام عربی بولنے والوں کے درمیان عام ہوگئی۔ پس آپ دیکھیں گے کہ وہ لوگ اسی کی گود میں پیدا ہوتے ہیں، اسی کی آغوش میں پرورش پاتے ہیں، اسی کو شیر خوارگی میں ماں کے دودھ کے ساتھ پیتے ہیں، اسی کو کھانے پینے کے ساتھ لیتے ہیں، اسی کو والدین، رشتے داروں، ہمجولیوں اور دوستوں کی طرف سے سن سن کر جوان ہوتے ہیں۔ وہ لوگ بچپن اور جوانی کے سال اس حال میں گزارتے ہیں کہ اس مخلوط زبان کے سوا کوئی اور زبان نہ ان کے کان میں پڑتی ہے اور نہ ان کی زبان پر آتی ہے)۔

(ب) — شیخ اسعد خلیل داغر، غلط عربی کے متعلق لکھتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے :

”میں سوڈانی حکومت کی طرف سے قاہرہ میں قاضی رہا، جس میں مجھے مصر اور سوڈان دونوں کے مسائل اور قضایا دیکھنے ہوتے تھے۔ میں نے اس مدتِ قضاء میں تقریباً چالیس ہزار خطوط اور درخواستیں دیکھی ہیں، لیکن یہ سب کی سب غلط عربی میں تھیں۔ چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں:

”وكُلُّهَا سَواسِيَّةٌ في كثرةِ اللحن وقلةِ التدقيق في اختيارِ الألفاظ الصحيحة والتراكيب الفصيحة . وقد بذلتُ جهدي في الإصلاح والتنقيح ، ولكن كنتُ لسوء الحظ كمَنْ يحاولُ القبضَ على الهواءِ أو الكتابةَ على صفحاتِ الماء“۔ [(٢)]

---

(١) تذكرة الكاتب للشيخ أسعد خليل داغر / ص: ١٧ .

(٢) تذكرة الكاتب للشيخ أسعد خليل داغر/ ص: ١٢ .

(یعنی: یہ سارے خطوط اور درخواستیں، کثرتِ اغلاط میں اور صحیح الفاظ و فصیح تراکیب کے عدمِ انتخاب کے معاملے میں برابر تھیں۔ میں نے اصلاح اور تنقیح کی کوششیں کی ہیں؛ مگر بدقسمتی سے میں اس شخص کی طرح تھا جو ہَوا کو پکڑنے کی یا پانی کی سطح پر کچھ لکھنے کی کوشش کر رہا ہو)۔

[۴۲] — شیخ محمد عمر:

شیخ محمد عمر، مصری بچوں میں صحیح عربی کے فقدان کے متعلق لکھتے ہیں، جس کا ترجمہ یہ ہے:

" جب آپ کسی مصری سے بات کریں گے تو دیکھیں گے کہ وہ فصیح عربی نہیں سمجھ پا رہا ہے اور وہ بات بات میں فرنچ یا انگلش کے الفاظ اپنے کلام میں داخل کر رہا ہے۔ اِن لوگوں نے مصری عامی لہجے کو بھی بگاڑ دیا ہے۔ جب کسی مصری کو دورانِ تکلم اظہارِ خیال کے لیے عربی تعبیر نہیں ملتی تو کہتا ہے کہ اس کا مطلب فرانسیسی میں یہ.... ہے۔ اور جب آپ اس کو ٹوکتے ہیں تو مذاق کرتے ہوئے گردن ہلا کر کہتا ہے کہ: اس معنی کو ادا کرنے کے لیے میں عربی لفظ نہیں جانتا "۔ (۱)

[۴۳] — شیخ ڈاکٹر محمد اسماعیل عمار:

شیخ ڈاکٹر محمود اسماعیل عمار، غیر ملکی زبان کی تاثیر سے درآئے عربی کے اغلاط کے متعلق لکھتے ہیں:

" ولعلَّ ذلك بسبب التأثير الأجنبي والترجمة التي حوّلَتْ كثيرًا من الأفعال في العربية المعاصرة من التعدي إلى اللزوم أو من اللزوم إلى التعدي "۔ (۲)

(یعنی: شاید یہ (صلات کی غلطیاں) غیر ملکی تاثیر اور اجنبی زبانوں کے ترجمہ کی راہ سے آئی ہیں، جس کے نتیجے میں جدید عربی میں بہت سے افعالِ متعدّیہ کو لازم، اور افعالِ لازمہ کو متعدّی بنا دیا گیا ہے)۔

[۴۴] — شیخ محمد عبد الشافی القوصی:

---

(۱) كتاب العرنجية لأحمد الغامدي ص: ۳۳ . و حاضر المصريين أو سِرُّ تأخُّرِهم / ص: ۳۶ – ۳۷ .

(۲) الأخطاء الشائعة في استعمالات حروف الجر للدكتور محمود إسماعيل عمار / ص:۱٤۹.

شیخ محمد عبدالشافی القوصی لکھتے ہیں:

”شَهِدَتِ الحِقْبَةُ الأخيرةُ موجةً عاتيةً من التغريب، تحمِلُ في طَيَّاتِها « مؤامرةً » تستهدِفُ محوَ الأسماءِ والرموزِ والعلامات العربية ، و استبدالَ مسميَّاتٍ أجنبيةٍ بها ، خاصةً أسماء الشوارع والميادين والمؤسسات و المدارس والمحلات ومختلف المنتجات وسائر الأنشِطَةِ المعيشية “۔ (١)

(یعنی: آج کل تغریب (مغربی بنانے) کی زبردست لہر چلی ہے جس میں ایک گہری سازش پنہاں ہے۔ یعنی عربی اسماء و نقوش کو مٹانے کی سازش اور سڑکوں، میدانوں، اداروں، مدارس، دکانوں، مختلف مصنوعات اور تمام معاشی مشغلوں کے اسماء کو غیر ملکی اسماء سے بدلنے کی شازش)۔

[۴۵] — شیخ عبد القدوس الانصاری:

(**الف**) — شیخ عبدالقدوس الانصاری (مدینہ منورہ) نے ان حضرات کے متعلق لکھا جو قدیم عربی کو باعثِ جمود اور نحوی قواعد کو قیود سمجھتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

” أمَّا رِجالُ التجديدِ العَصرِيُّونَ فقد أهمَلُوا العنايةَ بالألفاظ ، وهم يرونها قيودًا، وهم ينبذون القيود ؛ لأنها من مخلَّفاتِ عصرِ الجمود“۔ (٢)

(یعنی: آج کے ”تجدید“ والے لوگوں نے الفاظ کا اہتمام چھوڑ دیا۔ وہ الفاظ کو قیود سمجھتے ہیں اور ان قیود کو یہ سمجھ کر پھینک دیتے ہیں کہ یہ عصرِ جمود کے باقیاتِ غیر صالحات ہیں)۔

(**ب**) — شیخ عبدالقدوس الانصاری جدید عربی والوں کے کرتوتوں کے متعلق رقمطراز ہیں:

”فكلُّ مَن طالَعَ جريدةً أو فَهِمَ مقالًا نصفَ فَهْمٍ أو رُبْعَ فَهْمٍ ، وكُلُّ مَن رَصَفَ جُمَلًا ، وكلُّ مَن استعمَلَ في المجالس بعضَ الألفاظ التي تتعلق بفن الأدب؛ كلُّ أولئك أصبحوا أدباءَ ، لهم حقُّ التصرف في تسييرِ دفَّةِ سفينةِ الأدب إلى حيثُ

---

(١) عبقرية اللغة العربية للشيخ عبد الشافي القوصي ص: ٢٠ .

(٢) إصلاحات في لغة الكتابة والأدب لعبد القدوس الأنصاري ص: ٤ .

يريدون، وكيفما تُملِي عليهم أفكارُهم الحرّةُ. وبهذا الصنيع، وبهذه الفوضى أصابَ قلبَ الأدب ضربةٌ مؤلمةٌ لا في لغتِه فحَسبُ ؛ بل في كلِّ شيء" ۔(۱)

(یعنی: جس نے کسی اخبار کا مطالعہ کر لیا، یا کسی مقالے کا آدھا یا چوتھائی حصہ سمجھ لیا، یا جس نے چند جملے جوڑ لیے، یا جس نے جلسوں میں کچھ ادبی الفاظ استعمال کر لیے .. یہ سب کے سب ادباء بن گئے ہیں، ان کو حقِ تصرف کا پروانہ مل گیا ہے کہ وہ اپنی آزاد خواہشات کے مطابق ادب کی کشتی کو جدھر چاہیں ادھر چلا دیں۔ ان کے اسی کرتوت اور اسی لا قانونیت کی وجہ سے عربی ادب کے قلب پر ایک دردناک کاری ضرب لگی ہے، نہ صِرف اس کی لغت میں؛ بلکہ اس کی ہر چیز میں)۔

جدید عربی کے نقصانات

مذکورہ بالا تصریحاتِ علماء سے یہ بات معلوم ہوگئی ہے کہ جدید عربی انگریزی اور فرانسیسی تراکیب وتعبیرات اور الفاظ کا مجموعہ ہے، لیکن پھر بھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی قدیم عربی اور جدید عربی دونوں کو سیکھنا چاہے تو نقصان کیا ہے۔ اس کا جواب یہ کہ قدیم عربی اور جدید عربی دونوں کے درمیان تضاد ہے اور ضدین کا اجتماع محال ہے۔ جس نے بھی دونوں کو جمع کرنے کی کوشش کی اس کے اندر فرنگی عربی غالب اور قدیم عربی مغلوب ہو کر رہ گئی، اور جس ادارے میں بھی فرنگی عربی نے اپنا قدم جمایا وہاں سے قدیم عربی کا جنازہ نکلنا طے ہوا، جیسے وجودِلیل سے فنائے نہار طے ہوتا ہے۔

جدید عربی کے نقصانات یہ ہیں: (۱) جدید عربی سیکھنے سے قرآنی عربی کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ (۲) جدید عربی قرآن وحدیث کے سمجھنے میں اور نصوص فہمی میں حجاب بن جاتی ہے۔ (۳) جدید عربی والوں کو قرآن وحدیث کی عربی سے توحش وبیگانگی ہوتی ہے۔۔ ذیل میں قدرے تفصیل ملاحظہ ہو:

[۱] — جدید عربی سیکھنے سے قرآنی عربی کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے:

(۱) إصلاحات في لغة الكتابة والأدب لعبد القدوس الأنصاري ص: ٤ .

❶ سعودیہ کے عالم شیخ ترجمان احمد الغامدی رقمطراز ہیں:

"وما يكاد يدخل من كلام الإفرنج شيءٌ إلا وقد أماتَ شيئا من كلام العرب وحلَّ مكانَه، فاللَّفظُ يُمِيتُ ألفاظًا، والتركيبُ يُمِيتُ تراكيبَ، والأساليبُ الإفرنجيةُ تغلِبُ على الألسنةِ وتُذهِبُ منها أساليبَ العرب"۔ (١)

(یعنی: فرنگی کلام کی کوئی بھی چیز عربی زبان میں داخل ہوتی ہے تو عربی زبان کی کسی نہ کسی چیز کو ختم کر کے اس کی جگہ لے لیتی ہے، یعنی فرنگی لفظ عربی الفاظ کو مار دیتا ہے، فرنگی ترکیب عربی تراکیب کو ختم کر دیتی ہے اور فرنگی تعبیرات زبانوں پر غالب آکر عربی تعبیرات کو مٹا دیتی ہیں)۔

❷ شیخ ترجمان احمد الغامدی صاحب فرماتے ہیں:

"هذه الألفاظُ ليست ألفاظًا تُزادُ على كلام العرب وتُكثِّره ، وإنما هي كخبيث الشجر الذي إذا دخل بلادًا أماتَ شجرَها، وانفرد هو بها . فهذه الألفاظ إذا دخلت كلامَ العرب أماتت الألفاظَ التي كانت تَستعمِلُها العربُ "۔(٢)

(یعنی یہ (فرنگی) الفاظ عربی زبان میں اضافہ یا توسیع نہیں ہیں، بلکہ یہ خبیث درخت کی طرح ہیں جو اگر کسی ملک میں داخل ہوتا ہے تو وہاں کے درختوں کو ختم کر کے وہاں صِرف اپنا قبضہ جمالیتا ہے۔ پس ان (فرنگی) الفاظ نے عربی زبان میں داخل ہو کر ان الفاظ کو ختم کر دیا جن کو عرب استعمال کرتے تھے)۔

❸ شیخ ترجمان احمد الغامدی صاحب آگے لکھتے ہیں:

"أنَّ هذه الألفاظ كالشجرِ الخبيثِ لا تَرضٰى بالقعودِ في أرض العرب حتى تأتِيَ على الألفاظِ الفصيحةِ والتراكيبِ البليغةِ فتُمِيتَها وتَجتثَّها "۔ (٣)

(یعنی یہ (فرنگی) الفاظ خبیث درخت کی طرح ہیں جو ارضِ عرب پر اس وقت تک سکون اور چین سے نہیں بیٹھتے جب تک کہ فصیح الفاظ اور بلیغ تراکیب کو اکھاڑ کر موت کے گھاٹ نہیں اتار دیتے)۔

---

(١) كتاب العرنجية للترجمان أحمد الغامدي ص : ٢٠٠ .

(٢) كتاب العرنجية للترجمان أحمد الغامدي ص : ٧١ .

(٣) كتاب العرنجية للترجمان أحمد الغامدي ص: ٧١ .

4 ڈاکٹر تقی الدین الہلالی مراکشیؒ "تقويم اللسانين" میں لکھتے ہیں:

" فإن هذه اللغة الشريفة التي نُكِبتْ بأهلها وكانت لهم خيرَ لغةٍ وكانوا لها شرَّ أهلٍ ، لا تزال اللُّصوصُ تهجُم عليها وتقتحم مَعقِلَها وتَسطُو على الألفاظ والتراكيب الأصيلة النبيلة فتُمِيتُها وتُحِلُّ محلَّها ألفاظًا دخيلةً ذميمةً سَمِجةً ثقيلةً، وقلَّ ناصرُها وكَثُرَ في أهلها المقلِّدُون الإمَّعَاتُ "۔(١)

(یعنی: یقیناً یہ مقدس عربی زبان جو خود اہلِ زبان کی طرف سے مصیبت زدہ ہے اور جو اُن کے لیے بہترین زبان تھی لیکن وہ اس کے لیے بدترین اہل ثابت ہوئے، ڈاکو اس پر مسلسل حملہ کر رہے ہیں، اس کے قلعہ پر دھاوا بول رہے ہیں، اس کے اصلی وعمدہ الفاظ وتراکیب کو ہائی جیک کر رہے ہیں، پھر ان کو موت کے گھاٹ اتار کر ان کی جگہ دخیل، مذموم بدنما اور ثقیل الفاظ کو رائج کر رہے ہیں۔ عربی کے حامی وناصر مفقود ہوگئے اور اہلِ عرب میں مقلدین، طفیلیوں اور ہاں میں ہاں ملانے والوں کی کثرت ہوگئی ہے)۔

[٢] — جدید عربی قرآن وحدیث کے سمجھنے میں اور نصوص فہمی میں حجاب بن جاتی ہے:

1 شیخ ترجمان احمد الغامدی رقمطراز ہیں:

" فليست (العرنجيةُ) تَصِلُ بينَنا وبينَ كتابِ اللهِ وسنةِ نَبِيِّه ﷺ ، وليسَتْ تَصِلُ بَينَنا وبينَ مَن خلَا قبلَنا ؛ بل إنَّ هذه اللغةَ إذا ترسَّختْ في النفس كانتْ حجابًا بينَ المرء وبينَ كلامِ الله وكلامِ نبيه وكلامِ سلفِنا "۔(٢)

(یعنی: یہ فرنگی عربی ہم کو نہ قرآن وسنتِ رسول ﷺ سے جوڑتی ہے، اور نہ اسلاف سے؛ بلکہ یہ زبان جس کے دل ودماغ میں راسخ ہو جاتی ہے تو یہ اس شخص کے درمیان اور قرآن وحدیث اور کلامِ سلف کو سمجھنے کے درمیان حجاب بن جاتی ہے)۔

2 ڈاکٹر عبد الحمید اطہر ندوی صاحب نے جدید عربی کے متعلق لکھا ہے:

(١) تقويم اللسانَين للدكتور تقي الدين الهلالي / ص: ١٤٤ .

(٢) كتاب العرنجية للترجمان أحمد الغامدي ص: ٢٣ .

”قرآن کی زبان سے یہ اتنی مختلف ہے کہ اس کا ذوق نہ صرف یہ کہ قرآن کی زبان کا کوئی ذوق پیدا نہیں کرتا؛ بلکہ قرآن سے بیگانہ کرتا ہے“۔ (١)

3 شیخ ترجمان احمد الغامدی فرماتے ہیں: ”وأما مَنْ تعوَّدَ لغةَ العصر العرنجيَّةَ فإنما يجعَلُ بينَه وبينَ القرآنِ حِجابًا “ (٢)۔ (یعنی: جو لوگ آج کی جدید عربی کے عادی ہو جاتے ہیں وہ دراصل اپنے درمیان اور قرآنِ کریم کے درمیان حجاب بنا لیتے ہیں)۔

[٣] – جدید عربی والوں کو قرآن وحدیث کی عربی سے توحش وبیگانگی ہوتی ہے:

1 شیخ ترجمان احمد الغامدی لکھتے ہیں:

”والمسلمُ يتحرَّجُ من ذكر استيحاشِه من هذه الأساليب لحرمةِ كلامِ اللهِ وكلامِ النبي ﷺ وصحابتِه عنده“۔ (٣)

(یعنی: کلام اللہ، کلامِ رسول ﷺ اور کلامِ صحابہؓ کے احترام کی وجہ سے مسلمان ان کلاموں کے اسالیب سے اپنے توحش و تنفر کا اظہار کرنے میں گناہ اور حرج محسوس کرتا ہے)۔

2 شیخ احمد الغامدی لکھتے ہیں: ”إنَّ كثيرًا من أهل زماننا ممن يَرطُنُ بالفُصحَى المعاصرة ويَتشَدَّقُ بها ، لو قرأ كلامَ القدماء لَاسْتَبْهَمَ عليه ، ولو فَهِمَه لَرآه بعيدًا عن ذوقه واستثقَلَه“ (٤) ۔ (یعنی: ہمارے زمانے کے بہت سے لوگ جو جدید عربی کے لٹو ہیں اور اس کو چبا چبا کر بولتے ہیں اگر وہ متقدمین کا کلام پڑھ لیں تو وہ کلام ان کی فہم سے بالاتر ہو گا، اور اگر کچھ سمجھ بھی لیا تو اس کو اپنے ذوق سے بعید پائیں گے اور اس کو گراں محسوس کریں گے)۔

3 شیخ ترجمان احمد الغامدی نے جدید عربی والوں کے متعلق لکھا ہے:

” وأكثرُ الناس مع الكلام الفصيح كهذا الأعجمي ، ينظرون في أفراد الألفاظ

---

(١) ”عربی زبان“ ڈاکٹر عبد الحمید اطہر ندوی صاحب / ٦٧ ۔ اور ” تدبرِ قرآن“ / مقدمہ / مولانا امین احسن اصلاحی ص: ١٥۔
(٢) كتاب العرنجية للترجمان أحمد الغامدي ص : ١٧ .
(٣) كتاب العرنجية للترجمان أحمد الغامدي ص : ١٩٩ .
(٤) كتاب العرنجية للترجمان أحمد الغامدي ص : ٢٣ .

ویُتَرجِمُونَها في عقولهم، ولكنهم أجانبُ عن الكلام الفصيح لا يتذوَّقون حلاوةَ عباراته لأنهم لا يقرؤونها إلا كما تَقرأ الحواسيبُ الكلامَ ، ولا يَرَوْنَها إلا كما تَراها الآلةُ التي تُترجِمُ الألفاظَ بعقلها ، وليس لها روحٌ تتذوَّقُ بها الكلامَ وتستشعِرُه "۔ (۱)

(یعنی: اکثر اہلِ جدید عربی فصیح کلام کے سامنے اس عجمی شخص کی طرح ہوتے ہیں، جو فصیح کلام سے اجنبی ہو کر، دل سے حلاوت محسوس کیے بغیر، عقل سے الفاظ کا ترجمہ کرتے ہیں، عبارتوں کو اسی طرح پڑھتے ہیں جس طرح کمپیوٹر پڑھتا ہے، اور عبارتوں کو اس آلے (گوگل) کی طرح دیکھتے ہیں جو لفظ کا ترجمہ لفظ سے کرتا ہے مگر اس کے پاس وہ روح نہیں ہوتی جس سے ذوقِ کلام کا احساس کر سکے)۔

4 ڈاکٹر تقی الدین ہلالی مراکشیؒ جدید عربی کی ایک تعبیر کے متعلق لکھتے ہیں:

"مِن العبارات الأجنبية التي تُزرِيْ بمَنْ يعبر عنها ، وتدُلُّ على أنه مُزجَى البضاعةِ في لغة الضاد . تركُ عبارات القرآن وهي أجمَلُ وأبلغُ وأوجزُ لفظًا و أوضحُ معنًى .. والتعبير بعبارةٍ أجنبيةٍ ثقيلةٍ مبهمةٍ ، طويلةِ اللفظ ، أعجميةٍ ، لا جرمَ أنه لا يعبر بها إلا مَن لا يعرف القرآنَ ولا بلاغتَه وأسرارَ إعجازه"۔ (۲)

(یعنی: فرنگی عبارتیں اپنے بولنے والوں کو داغ دار بناتی ہیں اور یہ بتاتی ہیں کہ یہ تعبیر عربی زبان میں ردی سامان ہے۔ قرآن کی عبارتوں کو ترک کرنا جبکہ وہ زیادہ حسین، زیادہ بلیغ، لفظ میں زیادہ مختصر اور معنی میں زیادہ واضح ہیں، اور اجنبی ثقیل مبہم اور طویل عجمی عبارت کو اختیار کرنا؛ ایسا وہی شخص کرتا ہے جو قرآن سے ناآشنا ہوتا ہے اور قرآن کی بلاغت اور اسرارِ اعجاز سے ناواقف ہوتا ہے)۔

اہلِ علم کے لیے ایک لمحۂ فکریہ

جدید عربی کی فرنگیت واغلاط پر بے شمار کتابیں لکھی جا چکی ہیں، لیکن گذشتہ اوراق میں پیش کیے گئے ۴۵ علماء کے اقوال، نیز جدید عربی کے نقصانات میں لکھی گئی باتوں کی میں روشنی دو باتیں سامنے آتی ہیں:

(۱) كتاب العرنجية للترجمان أحمد الغامدي ص: ۱۹۹.

(۲) تقويم اللسانَين لتقي الدين الهلالي ص : ۳۸ . وكذا : كتاب العرنجية لأحمد الغامدي ص : ۷٤ .

پہلی بات: جدید عربی فرنگی تراکیب اور تعبیرات سے تیار کی گئی زبان ہے جس کا ظاہر عربی ہے مگر روح اور قالب فرنگی ہے، لہذا جدید عربی قرآنی عربی سے الگ زبان ہے۔ اور بقول حضرۃ الاستاذ مولانا نعمت اللہ صاحب دامت برکاتہم: ”جدید عربی کا قرآن وحدیث کی زبان سے کوئی تعلق نہیں“۔

دوسری بات: جدید عربی سیکھنے سے قرآنی عربی کی صلاحیت ختم ہوجاتی ہے، اس لیے جدید عربی قرآن وحدیث کے سمجھنے میں اور نصوص فہمی میں حجاب بنتی ہے، یعنی علمی انحطاط کا ذریعہ بنتی ہے، اور اس لیے جدید عربی والوں کو قرآن وحدیث کی عربی سے توحش اور بیگانگی ہوتی ہے۔

پس اگر پہلی بات صحیح ہے تو لازماً دوسری بات بھی صحیح ہوگی، کیونکہ پہلی بات ”مقدم“ کے درجے میں ہے اور دوسری بات ”تالی“ کے درجے میں ہے، اور دونوں میں تلازم ہے۔

اگر پہلی بات صحیح نہیں ہے تو دوسری بات بھی صحیح نہ ہوگی، لیکن عرب وعجم کے علماء نے جدید عربی کی فرنگی تراکیب پر جو کتابیں لکھی ہیں اور ان کتابوں میں جن فرنگی تراکیب اور بے شمار اغلاط کی نشاندہی کی ہے، ان سب کی دلائل سے تردید کرنی چاہیے اور ہر بات کا مدلل جواب دینا چاہیے۔

بہرحال، یہ اہلِ علم کے لیے ایک لمحۂ فکریہ ہے۔ اہلِ علم کو سنجیدگی سے اس مسئلے میں غور کرنا چاہیے، پھر غور وفکر کے نتیجے میں جو بات حق معلوم ہو اور علمِ دین کے لیے نافع معلوم ہو اس کا دفاع کرنا چاہیے، اور جو بات غیر حق معلوم ہو اور علمِ دین کے لیے مضر معلوم ہو اس کو ترک کرنا چاہیے۔

اللهم أرنا الحق حقًّا وارزقنا اتباعه ، وأرنا الباطل باطلًا وارزقنا اجتنابَه.

وصلَّى اللهُ وسلَّمَ على سيدِنا محمدٍ وعلى آله وصحبه أجمعين .

كتبه :

العبد الفقير إلى ربه الغني

محمد هدايت الله القاسمي

٧ / من شوال / ١٤٤٧ من الهجرة